REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۳۲ — شمارہ ۲۷

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

نائب:- جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۳۰ روپے
ششماہی ۱۵ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۸۰ روپے
فی پرچہ ۷۰ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN 143516

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۳ روفا (جولائی)۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں مورخہ یکم جولائی ۸۱ء کو ربوہ سے قادیان پہنچنے والی ایک درویش کی چٹھی کے ذریعہ موصول ہونے والی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ:- "حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔" الحمد للہ۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۳ روفا (جولائی)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ وامیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ اور جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ فالحمد للہ۔

● — رمضان المبارک میں بعد نمازِ عصر درس القرآن کے سلسلہ میں ہفتہ زیرِ اشاعت کے دوران مکرم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی ناظر دعوۃ وتبلیغ کا تین روزہ درس مکمل ہونے کے بعد مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مدرس مدرسہ احمدیہ نے تین روز اور مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب نے دو روز درس دینے کی سعادت حاصل کی۔ کل مورخہ ۲/۸۳ سے مکرم مولوی بشیر احمد صاحب آف قادیان صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ یہ سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ● — محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر تعلیم وجائیداد وتعمیرات جو اپنے عزیزان سے ملاقات کے لئے لندن تشریف لے گئے تھے مورخہ ۲۹/۶/۸۳ کو بخیر وعافیت واپس قادیان تشریف لے آئے۔

۲۵ رمضان ۱۴۰۳ھ — ۷ وفا ۱۳۶۲ ہش — ۷ جولائی ۱۹۸۳ء

سپین میں تحریکِ وقفِ عارضی کا مبارک آغاز

ہزاروں تشنہ روحوں تک اسلام واحمدیت کی مؤثر اور کامیاب تبلیغ

رپورٹ مرسلہ مکرم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ انچارج سپین

ہمارے ڈچ بھائی عزیزم مکرم ہبۃ النور صاحب ہیگ (ہالینڈ) سے دو ہفتہ کے لئے وقفِ عارضی کے طور پر سپین تشریف لائے۔ ہمارے پاس ایک پرانی کار Renault - L 8 ہے جو ۱۹۷۶ء میں خریدی گئی تھی۔ مکرم ہبۃ النور صاحب کو چونکہ ڈرائیونگ آتی ہے اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ قریہ قریہ پھر کر تبلیغ کی جائے۔ چنانچہ ضروری لٹریچر، ٹیپ ریکارڈر اور ٹیپیں (جن میں اذان۔ سورۃ فاتحہ اس کا ترجمہ۔ "میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں"۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مسجد بشارت کے موقع پر افتتاحی تقریر وغیرہ بھری ہوئی تھیں) ساتھ لیں۔ ان کے علاوہ پانچوں فولڈرز۔ پیغام امن وحرفِ انتباہ۔ دیگر لٹریچر۔ ایک بڑے کاغذ پر حضرت مسیح موعودؑ آپ چکے ہیں لکھا ہوا۔ "میں اس تاریکی کے زمانہ کا نور ہوں" موٹے لفظوں میں لکھ کر ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو لگا ہوا ساتھ لیا۔ سنتافے (SANTAFE) غرناطہ سے ۹-۱۰ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے۔

بادشاہ فرننڈو اور ملکہ ازابیل نے یہ نیا قصبہ بطور چھاؤنی کے غرناطہ فتح کرنے کے لئے بنایا تھا۔ کولمبس کے ساتھ امریکہ کی دریافت کی مہم پر روانہ ہونے کے لئے بھی اس قصبہ میں معاہدہ ہوا تھا۔ مورخہ ۱۲/۵/۸۳ کو وہاں کے سنٹر میں جاکر قریباً ۵۰۰ اشتہار تقسیم کئے۔ زبانی اور Cassette کے ذریعہ تبلیغ کی گئی۔ ...pen... لوگوں نے خاص دلچسپی لی۔ اگر ان سے رابطہ قائم رکھا جائے تو بڑی جماعت مل سکتی ہے۔ لیکن ان کی تربیت پر خاصی محنت درکار ہوگی۔

مورخہ ۱۳/۵/۸۳ کو PARADOR NACIONAL SIERRA NEVADA تک گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ چائے نوش فرمائی تھی۔ وہاں لوگوں کو تبلیغ کی گئی اور ٹریکٹ مطالعہ کے لئے دیئے گئے۔ راستہ میں ایک قصبہ میں میلا تھا۔ تہوار منایا جا رہا تھا۔ ارد گرد کے قصبات سے لوگ کافی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ ایک ہزار تک اشتہار تقسیم کئے گئے۔

مورخہ ۱۴/۵/۸۳ - غرناطہ یونیورسٹی جاکر طلباء کو زبانی اور کیسٹ کے ذریعہ تبلیغ کی گئی۔ نیز ایک ہزار سے زائد ٹریکٹ تقسیم کئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی افتتاحی تقریر بھی مطالعہ کے لئے دی گئی۔ ایک فلسطینی میڈیکل سٹوڈنٹ اور چار ہسپانوی نوجوانوں نے گہری دلچسپی سے سوالات کئے۔ جن کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔

مورخہ ۱۵/۵/۸۳ غرناطہ سے ۵۱ کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع قصبہ LAJA میں پہنچے۔ اس شہر میں قدیم اسلامی آثار پائے جاتے ہیں۔ شہر کے سنٹر میں ٹیپ ریکارڈر لگا دیا گیا۔ لوگ جوق در جوق آکر ٹریکٹ لینے لگے۔ یہ علاقہ ایک کونٹ کی جائداد ہے۔ جو جنرل فرانکو کے جنرل سیکرٹری رہ چکے ہیں۔ اُن کو جب بھی احمدیت کا لٹریچر دیا گیا انہوں نے شوق سے مطالعہ کیا۔ اور احترام سے جواب دیا کرتے تھے۔ ۱۹۸۰ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سپین تشریف فرما ہوئے تو

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

رمضان کا پیغام

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ کا ملخص

ربوہ ۱۷ احسان (جون)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج یہاں مسجد اقصیٰ میں نمازِ جمعہ پڑھائی۔ اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے روزوں کی فرضیت سے متعلق سورۃ بقرہ کی آیت ۱۸۴ تلاوت کی۔ بعد ازاں ایک حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے فرمایا کہ روزہ ایک ایسی کامل عبادت ہے جس پر عمل پیرا ہونے کے بعد شیطان کے لئے انسان کے معاملات میں دخل اندازی کی کوئی راہ باقی نہیں رہ جاتی۔

حضور نے فرمایا اس دفعہ کا رمضان ایک خاص بات یہ لے کر آیا ہے کہ ان دنوں میں احمدیت کے مخالفوں نے اپنے غیظ وغضب کے سارے دروازے احمدیوں پر کھول دیئے ہیں۔ اس موقعہ پر رمضان کا پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اور زیادہ جھکو تاکہ اس صورتِ حال میں اللہ کی رحمت کی گھٹائیں برسیں۔ اس مہینے کا پیغام یہ ہے کہ ساری جماعت کو تو ایسی صبر کا نمونہ دکھانا چاہیئے۔ اور ساری دنیا میں ایک بھی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو معمولی سی بھی بے صبری کا مظاہرہ کرے۔ حضور نے فرمایا جہاں تک خدا تعالیٰ اور اسلام کی راہ میں قربانی دینے کا سوال ہے تو ایک کروڑ احمدی

(باقی دیکھئے صفحہ ۶ پر)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکش: عبد الرحیم وعبد الرؤف مالکان کیمیا سارجنٹ مارٹ۔ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

مدیر: صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۷ وفا ۱۳۶۲ ہش

عید الفطر ۔ مجاہدہ اور قربانی کا لازوال پیغام

خوشی کی مختلف النوع تقاریب اور انسان کی معاشرتی زندگی میں چولی دامن کا ساتھ ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ افراد کی طرح اقوام بھی اس قسم کی گوناگوں اجتماعی تقاریب منعقد کر کے ذہنی و قلبی تسکین کا سامان مہیا کرتی ہیں ۔ جذباتِ مسرت کے اس مشترک اظہار سے نہ صرف افرادِ قوم میں اجتماعیت کی روح بیدار ہوتی ہے بلکہ وقفہ وقفہ سے منعقد ہونے والی یہ تقاریب ان میں تازگی اور بالیدگی پیدا کرنے کا بھی باعث بنتی ہیں ۔

اسلام میں اجتماعی خوشی کے اس مشترک مظاہرہ کے لئے سال میں دو عیدیں مقرر ہیں جنہیں مسلمان آغازِ اسلام ہی سے ہر جگہ مناتے آرہے ہیں ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ سے ہجرت کے بعد جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اہلِ مدینہ بطورِ خاص سال میں دو دن ایسے منایا کرتے تھے جن میں وہ تفریحِ طبع کی غرض سے مختلف قسم کے کھیل اور تماشے کیا کرتے تھے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ دو دن جو تم مناتے ہو، کیا ہیں ؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم عہدِ جاہلیت میں ان دو دنوں میں کھیل کود کیا کرتے تھے ۔ آپؐ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ نے ان دو دنوں کی بجائے تمہارے لئے ان سے بہتر دن مقرر کئے ہیں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ ۔ (ابوداؤد)

یہ دونوں عیدیں مسلسل قربانی و ایثار اور جسمانی ریاضت و مجاہدہ کے بعد سال میں ایک بار آتی ہیں ۔ عید الفطر اُن روزہ داروں کے لئے روحانی مسرت کا سامان مہیا کرتی ہے جنہوں نے ماہِ رمضان المبارک میں بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کی کوشش کی ۔ چنانچہ روزہ کے احکام و مسائل اور [illegible] بالشان روحانی مقاصد کو ملحوظ رکھنے سے عید الفطر کے اہتمام کی بھی یہی اہم اور بنیادی غرض سامنے آتی ہے کہ مسلسل ایک ماہ کی جسمانی ریاضت اور عبادات نے ہمارے اندر قربانی و ایثار، اطاعت و فدائیت، عقیدت و محبت اور تسلیم و رضا کا جو جذبہ پیدا کیا ہے، ہم نہ صرف اُس پر انتہائی طور سے خوش ہیں بلکہ تحدیثِ نعمت کے طور پر یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اپنے اندر رُونما ہونے والے اس خوشنما تعمیری انقلاب کو برقرار رکھنے کے لئے آئندہ بھی جی جان سے کوشش کرتے رہیں گے ۔

دوسری عید یعنی عید الاضحیٰ حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہؑ کی اس بے مثال قربانی کی یاد تازہ کرتی ہے جو انہوں نے قیامِ توحید کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کی تھی ۔ الغرض ایثار و قربانی اور راہِ خدا میں فدائیت کی یہی وہ روح ہے جو اسلامی عیدوں کی بنیاد اور ان کا فلسفہ ہے ۔ آج اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اور مسلمانوں کی ملی زندگی ہم سے اسی مومنانہ روح کے عدیم المثال عملی مظاہرہ کا تقاضا کرتی ہے اور اسی جذبہ کو بیدار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا ہے ۔ آپؑ اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں :-

> " سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے ۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے ۔ لیکن ابھی ایسا نہیں ۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں ۔ اور اعزازِ اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں ۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے ۔ وہ کیا ہے ؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا ۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے ۔ "
>
> (رسالہ فتح اسلام صفحہ ۱۵ ـ ۱۸)

پس آئیے کہ ہم رمضان المبارک کے بعد آنے والی عید الفطر کے اس مبارک موقعہ پر اسلام کے عالمگیر غلبہ کی اس موعود اور حقیقی عید کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے اپنی قربانیوں اور جدوجہد کو منتہائے کمال تک پہنچانے کا عزمِ صمیم کریں جو جماعتِ احمدیہ کے قیام کی علتِ غائی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے اس کی توفیق عطا فرمائے ۔

اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن ؛

خورشید احمد انور

عید مبارک

غلبۂ اسلام کی ساعت بہت نزدیک ہے

چاند کی شب وہ مسرت، وہ خوشی لائی نہیں
محفلوں میں پہلی سی رونق نظر آئی نہیں
قمقموں سے بھی سہانی روشنی چھائی نہیں
بات یہ کیا ہے بہارِ جاوداں آئی نہیں

ہر طرف گلہائے رنگیں اور موسم پُرفضا
پھول اور پھلواریاں ہیں خوبصورت خوشنما
پُرمسرت عید آئی ہے گُلِ خوشرو بتا
تازگی افکارِ انسانی میں کیوں آئی نہیں؟

گُل تبسم کر کے بولا باخلوص و باوقار
بول میٹھے تھے بہت اور پُرکشش نظروں میں پیار
پُراثر ہے بلبلِ غم کیش تیری ہر پکار
تیرے نالوں کی سی شیریں کوئی شہنائی نہیں

جس نے دی آوازِ شیریں، جس نے بخشی زندگی
اُمتِ خیر الرسلؐ کو نعمتِ فرخندگی
جنت الفردوس میں پھر وعدۂ پائندگی
اُس کے نغموں کے لئے کیوں خامہ فرسائی نہیں؟

تجھ کو دیتا ہے سبق ایثار کا آکر صیام
لغو باتوں کو بتایا ہے شریعت نے حرام
دن کو روزہ نیم شب مرغوب تو قیرِ قیام
یہ سعادت تُو نے لیکن آج تک پائی نہیں!

پیشوایانِ مذاہب کا ہو دل سے احترام
دین میں اکراہ کرنا ہے بہر صورت حرام
صلح جوئی کی ہو عادت اور شیریں ہو کلام
واعظوں نے 'خیر ہے'، یہ وعظ فرمائی نہیں

فتنہ و شر سے سدا محفوظ ہو پیارا وطن
قوم کی بہبود کی باتیں ہی سوچے انجمن
دستِ گلچیں سے ہوں محفوظ جس میں غنچہائے چمن
بلبلِ ناداں ابھی وہ عید ہی آئی نہیں

مہدیٔ حق امنِ عالم کا سبق دُہرا گئے
خدمتِ نوعِ بشر کو مغزِ دیں فرما گئے
با وضاحت دین کی باریکیاں سمجھا گئے
یہ صداقت آج تک تجھ کو سمجھ آئی نہیں!

غلبۂ اسلام کی ساعت بہت نزدیک ہے
یہ حقیقت تیری نظروں میں مگر تاریک ہے
تُو سمجھ سکتا نہیں، نکتہ بہت باریک ہے
بات سچی ہے، فقط مضمون آرائی نہیں

محتاجِ دعا : خاکسار عبد الرحیم راٹھور ۔

خطبہ جمعہ

احمدیت کے غلبہ کی تقدیر ایک اٹل تقدیر ہے اور دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو اس تقدیر کو بدل سکے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

آپ اپنے توکل کے مقام سے ہٹیں اور اپنی دعاؤں میں اتنا بڑھ جائیں پھر دیکھیں کس طرح مولیٰ کریم آپ کی مدد کے لئے دوڑا چلا آئے گی

جوبلی کا سال ایک ایسے ولولہ کا سال ہوگا کہ جلسہ پر آنے والے مہمانوں کی تعداد کئی گنا بڑھ جائیگی اس کے لئے ابھی سے تیاری ضروری ہے

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۱۸ ؍ امان ۱۳۶۱ ہش مطابق ۱۸ ؍ مارچ ۱۹۸۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے فرمایا:-
"جماعت احمدیہ کے

جلسہ سالانہ کی ضروریات

سال بہ سال بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ اور شاید ہی کوئی سال ایسا آیا ہوگا کہ جب بعض حالات کی مجبوری کی وجہ سے گزشتہ جلسہ سالانہ کے مقابل پر کسی آنے والے جلسہ کی حاضری کم ہوئی ہو۔ اس عمومی تدریجی ترقی کے علاوہ بعض ایسے ادوار بھی آسکتے ہیں اور ہم ان ادوار کو خوش آمدید کہتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے غیر معمولی ترقی عطا فرمائے اور جلسہ کے مہمانوں کی آمد ہماری توقع اور عام اندازوں کے مقابل پر بہت بڑھ جائے۔ خصوصاً جب آپ دنیا بھر میں دعوت الی اللہ کر رہے ہیں اور دنیا کے کونے کونے میں احمدی ایک نئے عزم اور ایک نئے ولولے کے ساتھ دعوت الی اللہ کے ایک نئے دور میں داخل ہو رہے ہیں۔ تو پھر اپنے رب پر حسن ظنی کرنی چاہیئے۔ اور یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ اس دعوت میں برکت بھی ہوگی۔ ہماری کوششوں کو ہماری توقعات سے بڑھ کر میٹھے پھل لگیں گے۔ اور بکثرت لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوں گے۔ جب ہم اپنے رب پر یہ توقع اور حسن ظنی رکھ کر سفر کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ دنیا بھر کی مختلف قوموں میں سے بکثرت نئے لوگ جوق در جوق سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ اور جب ہم ان کو اپنے مرکز میں آنے اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت دیں گے تو گزشتہ سالوں کے مقابلہ میں لازماً ہمیں آئندہ بہت زیادہ مہمانوں کے لئے انتظام کرنا ہوگا۔

یہ تو وہ اندازے ہیں جو پھیلتی ہوئی دعوت کے نتیجے میں طبعی طور پر ذہن میں آتے ہیں۔ لیکن ایک ایسا جلسہ سالانہ بھی آنے والا ہے جسے

جوبلی کا جلسہ

کہہ سکتے ہیں۔ اس میں ان غیر متوقع اضافوں کے علاوہ بھی کچھ اضافے متوقع ہیں کیونکہ جوبلی کا سال ایک ایسا ولولے کا سال ہوگا کہ کوئی بعید نہیں اس جلسہ پر ایسے بیمار بھی چلے آئیں جن کو لوگ چارپائیوں پر اٹھا کر لا رہے ہوں۔ اور کوئی بعید نہیں کہ بستر پر پڑے ہوئے ایسے دوست بھی ہوں جو بے قرار ہو کر اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو مجبور کریں کہ اگر تمہیں یہ خوف ہے کہ میرے سفر سے میری زندگی کو خطرہ لاحق ہے تو مجھے ربوہ پہنچ کر مرنے دو۔ بجائے اس کے کہ میں یہاں اپنے گھر میں بستر پر جان دوں۔ ایسے غیر معمولی ولولے اور جوش کے سالوں میں تو وہ لوگ بھی چلے آتے ہیں جو عام طور پر نہیں آتے یا نہیں آسکتے۔ اس کے لئے ہم نے کیا تیاری کی ہے؟ یہ ہے وہ سوال جس کی طرف میں جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

گزشتہ متعدد سالوں کا تجزیہ کرنے سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ دن بدن جماعتی قیام گاہوں کی بجائے انفرادی قیام گاہوں میں ٹھہرنے کا رجحان بڑھتا چلا جارہا ہے اور یہ معاشرتی تبدیلیوں کا طبعی نتیجہ ہے۔ مجھے یاد ہے قادیان کے زمانے میں بہت سے لوگ یہ پسند کیا کرتے تھے کہ وہ جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعتی قیام گاہوں میں ٹھہریں۔ بلکہ بہت سے احمدی جن کا عام رہن سہن کا معیار اس زمانے کے لحاظ سے بہت اونچا تھا وہ بھی پرالی اور کھوری کے اوپر لیٹ کر دیگر مہمانوں کے ساتھ اپنا وقت بسر کرنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ ذکر الٰہی کا بہت پیارا ماحول ہوا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب دینی باتیں بیان کیا کرتے تھے۔ ان کی راتیں ذکر الٰہی میں رچ بس جاتی تھیں۔ اور وہ اس میں ایک غیر معمولی لذت پاتے تھے۔ لیکن وہ ایک خاص ماحول تھا۔ جو ان خاص دنوں کے ساتھ آہستہ آہستہ ماضی کا قصہ بن گیا۔ پھر معاشرتی تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ خاندانی یونٹ میں زیادہ کشش پیدا ہو گئی۔ اور آرام طلبی زیادہ ہو گئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ اس بات کو زیادہ پسند کرنے لگے کہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہیں۔ اور اجتماعی قیام گاہوں میں نہ جائیں۔

اس رجحان کو تو اب ہم تبدیل نہیں کرسکتے سوائے اس کے کہ کوئی مجبوری درپیش ہو۔ اور یہ اعلان کرنا پڑے کہ خاندانی یونٹ کو توڑ کر جماعتی قیام گاہوں میں چلے آؤ۔ لیکن یہ ایک استثنائی صورت ہے جو کسی وقت بھی پیدا ہوسکتی ہے۔ اور پہلے بھی ایسا ہوتا رہا ہے۔ مثلاً بارش کی وجہ سے ہمیں مجبوراً بعض اوقات یہ اعلان کرنا پڑا کہ جو خیمے خاندانوں کو الاٹ کئے گئے ہیں وہ اب ان کے لئے نہیں رہیں گے۔ کیونکہ ان میں کم تعداد سما سکتی ہے اس لئے عورتیں الگ ہو جائیں اور مرد الگ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے

جماعت نے فوراً تعاون کیا

بہرحال ایسے حالات میں اب بھی یہی ہوگا۔ لیکن بالعموم اس رجحان کو اب ہم بدل نہیں سکتے۔

اس لئے جماعت کے وہ دوست جو انفرادی طور پر مہمان رکھنا چاہتے ہیں جیسا کہ وہ ہمیشہ سے بڑے شوق کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کو اپنے ہاں ٹھہراتے رہے ہیں ان کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔

وہ مہمان جن کو انفرادی طور پر گھروں میں ٹھہرایا جاتا ہے دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو ذاتی تعلقات کی بناء پر اپنے دوستوں یا عزیزوں کے ہاں ٹھہرتے ہیں لیکن ان کی بات نہیں کر رہا۔ میرے ذہن میں اس وقت وہ مہمان ہیں جن کے ساتھ بعض گھر والوں کے کسی قسم کے ذاتی مراسم نہیں ہوتے۔ بعض اوقات تو انہوں نے ان کا نام بھی نہیں سنا ہوتا۔ لیکن وہ اپنے گھر کے بعض کمرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خاطر نظام کے سپرد کر دیتے ہیں تاکہ وہ دوست جو نازک طبع ہوتے ہیں اور جماعتی قیام گاہوں میں نہیں ٹھہر سکتے وہ ان کے گھروں میں ٹھہریں۔ بعض دوسرے غیر ملکی مہمانوں کے لئے ان کے معاشرے کے مطابق فلش سسٹم وغیرہ کی جدید سہولتیں مہیا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ تحریک کی گئی اور اب ربوہ میں بہت سے ایسے دوست ہیں جنہوں نے محض اس نیت سے اچھے غسلخانے بنوائے ہیں کہ

جب ہر سال یہ سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان یہاں تشریف لائیں تو وہ اُن کو ایسے کمرے پیش کر سکیں جن کے ساتھ اُن کی سہولت اور مزاج کے مطابق غسلخانے بھی ہوں۔

پس پرائیویٹ قیام گاہوں میں اجتماعی نظام کے تابع مہمان ٹھہرانے کی ضرورت کے پیشِ نظر بہت زیادہ بوجھ پڑنے والا ہے۔ اس کے دو حل ہیں جو میرے ذہن میں آرہے ہیں: اوّل یہ کہ جن لوگوں کے مکان ربوہ میں بن چکے ہیں اُن کو یہ تحریک کی جائے کہ اُنہیں ضرورت ہو یا نہ ہو مختلف حصوں میں ایسے کمروں کا اضافہ کریں جو خالصۃً جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی خاطر ہوں۔ اور جہاں تک ممکن ہو اُن کے ساتھ غسلخانے وغیرہ بھی ایسے بنائیں کہ جہاں زیادہ سے زیادہ مہمان آسانی کے ساتھ اپنی ضروریات پوری کر سکیں۔ اگر اس نیت کے ساتھ ربوہ کے ہر گھر میں کچھ کمروں کا اضافہ ہو جائے تو اس سے ایک غیر معمولی سہولت مہیا ہو جائے گی۔

دوسری بات جو بہت ہی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ربوہ میں جو خالی پلاٹ پڑے ہوئے ہیں

اُن پر مکان تعمیر کئے جائیں

مَیں نے جب جائزہ لیا تو یہ معلوم کر کے مجھے بہت تعجب ہوا کہ ابھی تک پلاٹوں کی بہت بڑی تعداد خالی پڑی ہے۔ اگر ان کو آباد کیا جائے اور جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے ساتھ مزید کمرے بھی بن جائیں تو بہت محفوظ اور محتاط اندازے کے مطابق مہمانوں کو موجودہ جگہ سے تین گنا زیادہ جگہ مہیا ہو سکتی ہے۔ بلکہ شاید اس سے بھی بڑھ جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو آج مہمان بن کر آتے ہیں بہت سے ایسے ہیں جن کے یہاں خالی پلاٹ موجود ہیں۔ وہ بجائے اپنا مکان بنا کر اس میں ٹھہرنے کے کسی اور کے گھر ٹھہرتے ہیں۔ اگر وہ اپنا مکان بنا لیں تو اپنی ضرورت سے زائد کمرے دوسرے مہمانوں کے لئے پیش کر سکتے ہیں۔ اگر ہم بیرونی نئی آبادیوں کو شامل کر لیں تو ایک اور دو کی نسبت سے خالی پلاٹ پڑے ہوئے ہیں۔ ان نئے مکانوں میں زیادہ مہمان اس لئے سما سکیں گے کہ خالی پلاٹوں کے بہت سے مالک ایسے دوست ہیں جو باہر رہتے ہیں اور خود ہر سال جلسہ پر نہیں آسکتے۔ اس لئے اگر وہ مکان بنائیں گے تو لازماً وہ مہمانوں کے کام آئیں گے۔ ان سارے اُمور کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میرا اندازہ ہے کہ انشاء اللہ مہمانوں کی تعداد تین گنا بڑھ سکتی ہے۔ یعنی تین گنا بڑھی ہوئی تعداد کے لئے جگہ کی سہولتیں مہیا ہو سکتی ہیں۔

جہاں تک خالی پلاٹوں کے مالکان کے حقِ ملکیت کا تعلق ہے دراصل اُن کا کوئی شرعی یا اخلاقی یا قانونی حق اِن پلاٹوں پر باقی نہیں رہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اُن کو جماعت کی طرف سے پلاٹ دیئے گئے تھے تو اس معاہدے کے ساتھ دیئے گئے تھے کہ اگر تم چھ مہینے کے عرصے میں ان پر مکان تعمیر نہیں کرو گے خواہ وہ چھوٹا سا ہی کیوں نہ ہو، تو تم اپنا حقِ ملکیت کھو بیٹھو گے۔ اور

جماعت کو یہ حق حاصل ہوگا

کہ جس قیمت پر تم نے یہ پلاٹ خریدے ہیں وہ قیمت واپس دے کر یہی پلاٹ پھر کسی اور کو اس قیمت پر یا کسی اور قیمت پر دیدے۔

آج تک تو اس حق کو استعمال نہیں کیا گیا۔ نصیحت کی گئی اور سمجھایا گیا۔ مگر یہ ضرورت نہیں سمجھی گئی کہ اس حق کو استعمال کیا جائے۔ لیکن جس تیزی کے ساتھ سلسلے کی ضروریات بڑھ رہی ہیں ان کے پیشِ نظر اب وقت آگیا ہے کہ جماعت مجبوراً اس حق کو استعمال کرے۔ کسی کا کوئی حق نہیں ہے کہ خالی جگہوں پر قبضہ کر کے بیٹھا رہے۔ اور وہ کسی کام نہ آرہی ہوں۔ ۵۰-۱۹۴۹ء میں جو جگہیں الاٹ کی گئی تھیں ان پر اب چونتیس سال گزر چکے ہیں۔ یہ عرصہ کوئی معمولی عرصہ تو نہیں ہے۔ اس لئے اگر وہ مکان نہیں بنا سکتے تو جگہ چھوڑ دیں۔ ہماری اور بھی بہت سی ضروریات ہیں۔ اور کچھ نہیں تو یہ جگہیں "بیوت الحمد" کے ہی کام آجائیں گی۔ بہت سے غرباء ہیں جو بیچارے مکانوں سے محروم ہیں۔ ان کو یہ جگہیں الاٹ کر دی جائیں گی ... چونکہ سستی قیمت پر دی گئی تھیں اس لئے اب بھی سستی قیمت پر دی جا سکتی ہیں۔

پس جو دوست بھی ان جگہوں کے فرضی مالک بنے بیٹھے ہیں اُن کو مَیں چھ مہینے دیتا ہوں۔ (فرضی مالک اس لئے کہ حقیقی مالک تو وہ رہے نہیں، شرائط کے مطابق اُن کا حقِ ملکیت ختم ہو چکا ہے) اس مدت کے اندر یا تو وہ مکان کی تعمیر شروع کرا دیں یا جماعت کے سامنے اپنی وجہ جواز پیش کر کے اجازت حاصل کریں کہ چھ مہینے کے اندر ہمارے لئے تعمیر شروع کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے اگر ہمیں مزید اتنی مدت مل جائے تو ہم مکان بنانا شروع کر دیں گے۔ اگر وہ ان دونوں میں سے کوئی صورت بھی اختیار نہ کریں تو پھر ان کو اپنی

فرضی ملکیت سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے

اور جماعت یہ ملکیت کسی ایسے شخص کو منتقل کر دے گی جو جلدی مکان بنانے کی ضمانت دیگا۔ جوبلی کے جلسہ میں اب صرف چند سال رہ گئے ہیں۔ اور تعمیر کے کام لیے ہیں جو وقت لیتے ہیں۔ اگرچہ چھ مہینے میں صرف ایک دو کوٹھڑیاں ہی بنائی جائیں تو پھر انہوں نے مزید وسعت اختیار کرنی ہوتی ہے۔ اس لئے چند سال لازماً تعمیر کے کاموں پر لگ جاتے ہیں۔ بہرحال ہمیں جلد از جلد تعمیر کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

جہاں تک تعمیر کا تعلق ہے ایسے مالکان جن کو اس وقت زیادہ روپیہ خرچ کرنے کی توفیق نہیں ہے اُن کی دو طرح سے مدد کی جا سکتی ہے۔ اوّل تو یہ کہ وہ اپنے مسائل جماعت کے سامنے پیش کریں اور مشورہ مانگیں کہ ان مسائل کو کس طرح حل کیا جا سکتا ہے؟ جہاں تک جماعت کے وسائل ہوں گے اور توفیق ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ ایسے معاملات میں جو واقعی اپنے اندر وجہ جواز رکھتے ہوں گے مدد بھی کی جائے گی اور رہنمائی بھی کی جائے گی۔ اور جہاں تک ممکن ہوا مدد بھی کی جائے گی۔

دوسرا پہلو ہے سستے مکان تعمیر کرنے کے لئے انتظامات کرنا۔ اس سلسلے میں کچھ کام تو ایسے ہیں جو پہلے ہی شروع کئے جا چکے ہیں۔ کراچی میں ہمارے ایک احمدی انجینئر سید غلام مرتضیٰ شاہ صاحب ہیں۔ انہوں نے مشرقی پاکستان میں ایسے

سستے مکان بنانے کا ایک منصوبہ

شروع کیا تھا جو سیمنٹ اور پکی اینٹوں کے بغیر تیار کئے جاتے ہیں۔ لیکن اُن کے اندر STAYING POWER یعنی باقی رہنے کی اتنی طاقت ہے کہ وہ مشرقی پاکستان کے سیلابوں کو بھی برداشت کر گئے۔ اور وہاں کی بارشوں سے بھی متاثر نہ ہوئے حالانکہ ان میں سیمنٹ وغیرہ کا استعمال نہیں ہوا تھا۔ مکرم شاہ صاحب بہت معمر ہو چکے ہیں اور چلنا پھرنا بھی مشکل ہے۔ مگر ذہن ماشاء اللہ بہت روشن ہے۔ وہ تکلیف اُٹھا کر ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ اُن سے تمام پہلوؤں پر گفتگو ہوئی۔ ان کا کہنا تھا کہ ان مکانوں پر دو منزلیں بھی بنائی گئی ہیں اور وہ ٹھیک ہیں۔ جہاں جہاں وہ مکان بنے ہیں آج تک موجود ہیں۔ ان کی تحقیق اور جائزہ کے لئے انجینئر مقرر کئے جا چکے ہیں۔ مکان بنانے کی یہ ٹیکنیک اگر مزید DEVELOP کی جائے اور اسے مزید ترقی دی جائے تو اینٹوں کا خرچ نصف سے بھی کم، بلکہ ایک تہائی رہ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسے مکان گرمیوں میں بہت ٹھنڈے اور بہتر رہیں گے۔ اسی طرح یہ جائزہ بھی لیا جا رہا ہے کہ سستی چھتیں جو دیرپا بھی ہوں اور ہمارے ملک کے موسم گرما کے لحاظ سے ٹھنڈی رہنے والی بھی ہوں وہ کس طرح بنائی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ ہمارے احمدی انجینئرز نے اس سلسلے میں بھی کام شروع کر دیا ہے۔

علاوہ ازیں بعض ایسی کمپنیاں بھی علم میں آئی ہیں جو بہت تیز رفتاری کے ساتھ وسیع پیمانے پر مکان بنا کر دیتی ہیں۔ اگر ان سے ٹھیکہ کیا جائے تو وہ آٹھ سو مربع فٹ کا مکان پچھتّر سے اسّی ہزار روپے میں بنا دیں گی۔ اور عام غریبانہ ضروریات کے لئے پانچ سو مربع فٹ کا مکان بھی کافی ہو سکتا ہے۔ کمروں کی ساخت ایسی ہو کہ ایک کمرے میں سارا گھر سمٹ جائے اور جلسہ کے مہمانوں کے لئے ایک وسیع کمرہ بنایا جائے جس کے ساتھ غسل خانے وغیرہ کی سہولت بھی ہو۔ اوپر کا اندازہ ان ساری چیزوں کو شامل کر کے ہے۔ اس قسم کی ایک کمپنی سے بھی گفت و شنید کی جا رہی ہے۔ اب احمدی احباب جو اس سکیم میں شریک ہو کر اپنے مکان بنوانا چاہتے ہوں اگر وہ اپنے ارادے سے مطلع کر دیں تو پھر "بیوت الحمد" کے مکانوں کے علاوہ انفرادی مکانات کی ایک بڑی تعداد بھی مل جائے گی جس کے نتیجے میں بڑی کمپنیاں کام کو ہاتھ میں لینے پر آمادہ ہو سکتی ہیں۔

اس کے علاوہ مَیں

احمدی انجینئرز کو دعوتِ عام

دیتا ہوں کہ وہ جماعتِ احمدیہ کی خصوصی ضروریات اور ربوہ کے ماحول اور معاشرے اور اس کے مہمان نوازی کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھ کر نسبتاً سستے، سادہ مگر مضبوط اور آرام دہ گھر تجویز کریں۔ اگر انہیں EXPERIMENTAL یعنی تجرباتی ضروریات کے لئے رقم اور پلاٹ کی ضرورت ہو تو جماعت وہ بھی مہیا کرنے کے لئے تیار ہے۔ یہاں ربوہ میں انشاء اللہ ان کو یہ سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔ وہ تجربۃً چھوٹا مکان بنا کر دکھائیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو ذہنی جلاء عطا فرمائی ہے اس کو خدمتِ دین میں استعمال کریں۔

پس جہاں تک مکانات کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں آئندہ چند مہینے میں ہم ذہنی طور پر اس بات کی تیاری کر لیں گے کہ کس قسم کے مکان بننے چاہئیں۔ اور پھر یہ کہ سستے سے سستے مکان کس طریق پر بنائے جا سکتے ہیں۔ اور جہاں تک اپنے RESOURCES یعنی ذرائع آمد کو استعمال کر کے اور ان کو سمیٹ کر نئے مکانوں کے لئے سرمایہ مہیا کرنے کا تعلق ہے خالی پلاٹوں کے تمام مالکان ابھی سے ان باتوں پر غور شروع کر دیں۔ اور جہاں تک ممکن ہو سرمایہ مہیا کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جماعت کی ضروریات اب دوستوں کی ذاتی ضروریات کا انتظار نہیں کریں گی۔ سلسلہ کے کاموں کو بہرحال ترجیح دی جائے گی۔ ہر احمدی اس عہد میں داخل ہے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" اس لئے قانونی طور پر وہ حق بھی رکھتا ہو تو بھی سلسلہ کے مفاد کو ترجیح دے۔ کیونکہ وہ سب کچھ سلسلہ کو دے چکا ہے۔ اور جب بھی سلسلہ کا مفاد ہو تو سلسلہ یہ توقع رکھے گا کہ وہ اپنے ذاتی مفاد کو قربان کر دے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس روح کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی بدمزگی کے بغیر اللہ کے فضل سے سلسلہ کے کام جاری رہیں گے۔

دوسری بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں

کہ جب سے مذہب کا آغاز ہوا ہے اہلِ مذہب کی ایک ایسی تقدیر ہے جسے آپ کبھی بھی تبدیل ہوتا نہیں دیکھیں گے۔ میری مراد مذاہب کے آغاز سے بھی ہے اور مذاہب کے ان ادوار سے بھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے احیاءِ نو کی خاطر ان میں نئے امام بھیجے۔ جب بھی یہ واقعات ہوئے ہیں اور جب بھی خدا کی طرف سے آنے والے نے آواز بلند کی ہے خواہ وہ صاحبِ شریعت نبی تھا یا غیر شارع تابع نبی تھا۔ ایک واقعہ ایسا ہے جو ضرور رونما ہوا ہے۔ اور وہ یہ کہ تمام دنیا نے ماننے والوں کو تباہ و برباد کرنے کی ہر کوشش کی ہے۔ تمام دنیا نے پورا زور لگایا ہے کہ الٰہی سلسلے کو نیست و نابود کر دے۔ اور اس ضمن میں جواز اور عدمِ جواز کی ساری بحثیں چھوڑ دی گئی ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ان سلسلوں کو مٹانے کے لئے جتنی بھی کوششیں کی گئی ہیں وہ ساری کی ساری ناجائز ہیں۔ ایک بھی جائز کوشش نہیں کی گئی۔ کیونکہ حق کو مٹانے کے لئے کوئی وجہِ جواز ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلند ہونے والی آواز کو نیست و نابود کرنے کے لئے عقلاً کوئی جائز وجہ ہو ہی نہیں سکتی جبکہ وہ آواز صرف یہ کہہ رہی ہو کہ ہم نے اللہ کی طرف سے ایک منادی کی آواز کو سنا اور آمنّا کہہ دیا۔ اور اب ہم تمہیں بھی اسی کی طرف بلاتے ہیں۔ یہ آواز اتنی معصوم اور اتنی بے ضرر ہے کہ اس کو مٹانے کے لئے کسی کے پاس کوئی جائز وجہ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے طبعی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جھوٹ اور فساد اور فتنے اور تمام ناجائز ہتھیاروں کو استعمال کر کے ان سلسلوں کو مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

یہ ایک ایسی تقدیر ہے جو ایک طرف تمام الٰہی سلسلوں کو لاحق ہے اور دوسری طرف ان کی سچائی کا اعلان کر رہی ہوتی ہے اور تیسری طرف اس بات کی بھی ضمانت دیتی ہے کہ ان میں صرف سچے ہی داخل ہوں گے۔ کیونکہ جھوٹوں کو یہ توفیق نہیں ہو سکتی کہ کسی بات کو قبول کرنے کے لئے ادنیٰ سی بھی قربانی کریں۔

بڑے مردِ میدان کا کام

ہوتا ہے کہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھے اور پھر آگے قدم بڑھائے۔ اس لئے وہ سلسلے جن کے اردگرد خدا کی تقدیر آگ کی ایک دیوار کھڑی کر دیتی ہے ان میں صرف وہی داخل ہونے کی جرأت کرتے ہیں جنہوں نے ابراہیمی صفات سے ورثہ پایا ہو۔ وہ ابراہیمی صفات اس بات کی بھی ضامن ہوا کرتی ہیں کہ اس آگ کو گلزار بنا دیا جائے۔

یہ ایک ایسی تقدیر ہے جو جماعتِ احمدیہ کے ساتھ بھی ایک اٹل تقدیر کے طور پر ہمیشہ جاری رہے گی۔ اس جماعت میں کمزور دلوں کا کام نہیں۔ اس جماعت میں ان لوگوں کا کوئی کام نہیں جو اپنے رب پر توکل نہیں رکھتے۔ اور جو خدا کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لئے دل و جان سے آمادہ نہیں ہیں۔ اس جماعت میں تو صرف وہی لوگ آئیں گے اور وہی رہ سکتے ہیں کہ جنہوں نے داخل ہوتے وقت یہ فیصلہ کر لیا تھا یا تجدیدِ بیعت کے وقت ذہنی طور پر یہ ارادہ کر چکے تھے کہ ہم نے اپنی جانیں، اپنے اموال، اپنی عزتیں، اپنی آبرو اور اپنے عزیز ترین اقرباء کو بھی اللہ کے ہاتھ پر بیچ دیا ہے۔ اور اب ہمارا کچھ بھی نہیں رہا۔ جو کچھ بظاہر ہمارا ہے یہ اس وقت تک ہمارا ہے جب تک خدا کی تقدیر اسے بخوشی ہمارے پاس رہنے دیتی ہے۔ جب خدا کی تقدیر کی یہ رضا ہو گی کہ یہ ہمارے نہ رہے تو ہماری رضا بھی یہی ہو گی کہ یہ ہمارے پاس نہ رہے۔

یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (یونس: ٦٣)

جو لوگ سب کچھ پہلے ہی دے بیٹھے ہوں ان کو کوئی خوف ہو ہی نہیں سکتا۔ ہاں، اگر نیت میں کھوٹ ہو اور انسان نے واقعۃً نہ دیا ہو بلکہ صرف زبانی طور پر منہ کی باتوں کے لحاظ سے دیا ہو تو ایسا انسان ہمیشہ ترساں و لرزاں رہتا ہے کہ کہیں واقعۃً یہ قربانی دینی نہ پڑ جائے۔ لیکن جو پختہ ارادے کے ساتھ

اپنے رب سے ایک سودا

کرتے ہیں وہ لازماً خوف سے آزاد کئے جاتے ہیں۔ اور ان کو توکل کے ایک اعلیٰ مقام پر کھڑا کر دیا جاتا ہے۔

چنانچہ اس کا سب سے دلکش اور حسین نظارہ دنیا نے جنگِ بدر کے موقع پر دیکھا۔ جب کفارِ مکہ کا ایک ایلچی مسلمانوں کے کیمپ کا جائزہ لینے کے لئے آیا تو اس نے واپس جا کر ایک رپورٹ پیش کی۔ اس نے کہا کہ میں وہاں کچھ لنگڑے دیکھ کر آیا ہوں، کچھ کمزور دیکھ کر آیا ہوں، کچھ بوڑھے دیکھ کر آیا ہوں، کچھ بچے دیکھ کر آیا ہوں، کچھ ایسے لوگ دیکھ کر آیا ہوں جن کا اوپر کا بدن ننگا ہے کچھ ایسے دیکھ کے آیا ہوں جن کے ہاتھ میں لکڑی کی تلواریں ہیں اور کچھ ایسے دیکھ کے آیا ہوں جن کے پاس ٹوٹے پھوٹے ہتھیار ہیں۔ پھر ان کی تعداد بھی تمہارے مقابل پر بہت کم ہے۔ یعنی صرف ۳۱۳ - وہ یہ باتیں کر رہا تھا اور سننے والے خوش ہو رہے تھے کہ یقینی فتح کی خوشخبری دی جا رہی ہے۔ لیکن دیکھنے والے نے کچھ اور نتیجہ نکالا۔ اس نے کہا کہ میں یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد تمہیں واپس جانے کا مشورہ دیتا ہوں۔ تمہارے مقدر میں یقیناً شکست لکھی گئی ہے۔ کفارِ مکہ کے سرداروں نے بڑے تعجب سے اس سے سوال کیا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم باتیں کچھ اور کر رہے ہو اور نتیجہ کچھ اور نکال رہے ہو۔ اس نے کہا میں بالکل ٹھیک نتیجہ نکال رہا ہوں۔ کیونکہ میں نے وہاں تین سو تیرہ (۳۱۳) زندہ نہیں دیکھے، تین سو تیرہ موتیں دیکھی ہیں جو تمہارے مقابل پر نکلی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے چہرے پر یہ عزم لکھا ہوا تھا کہ میں مر کر واپس جا سکتا ہوں اس کے سوا میدانِ جنگ سے ٹلنے کا کوئی اور رستہ نہیں۔ پس وہ لوگ جو موت کا ارادہ کر کے مر مٹنے والوں کی شکل میں نکلے ہوں،

ان کو دنیا میں کوئی ہلاک نہیں کر سکتا

انسان کی تلوار ان کو ہلاک نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ان کے اپنے ضمیر کی آواز ان کو ختم کر چکی ہوتی ہے۔ ان کا اپنا اندرونی فیصلہ ان کو مار چکا ہوتا ہے۔ اس لئے اس ایلچی نے کہا کہ تم ان موتوں پر فتح نہیں پا سکتے۔ یہی موتیں تمہیں ہلاک کریں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس اندازہ لگانے والوں کا اندازہ کتنا صحیح تھا۔ اور وہ کتنا ذہین انسان تھا۔

یہ وہ تقدیر ہے جو ہمیشہ سے جاری ہے۔ اور اس کا لازمی نتیجہ وہ ہے جو ابھی میں نے بیان کیا ہے۔ جب بھی الٰہی جماعتیں اپنے پہلے عہد میں ہی ایسا

سب کچھ خدا کے حضور پیش کر دیتی ہیں۔ اور اپنا کچھ بھی نہیں رہنے دیتیں، ان کو کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔ یہ وہ کنگال ہیں جن پر دنیا کے عظیم ترین اور متمول انسان بھی فتح نہیں پا سکتے۔ یہ وہ نہتے ہیں جن پر دنیا کی سب سے زیادہ مسلح اور ہتھیار بند قومیں بھی فتح نہیں پا سکتیں کیونکہ ان کے مقدر میں شکست باقی نہیں رہتی۔ اور اللہ تعالیٰ اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ شکست ان کے نصیب میں نہیں لکھی جائے گی۔

یہ تو ایک دنیا دار، لیکن ذہین انسان کا فیصلہ تھا کہ ایسی قومیں جو پہلے ہی سب کچھ خدا کر کے نکلی ہوں کبھی شکست نہیں کھایا کرتیں۔ جس طرح طارق نے کشتیاں جلائی تھیں تو دنیا کے مقدرین نے یہ سمجھا کہ کشتیاں جلانے کے نتیجے میں اسے فتح نصیب ہوئی تھی۔ لیکن اہل اللہ کے لئے ایک اور تقدیر بھی کام کرتی اور ان کے حق میں جاری ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ان کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتی۔ وہ اس یقین کامل کے ساتھ زندہ رہتے ہیں کہ ہم سب کچھ اپنے خدا کو دے چکے ہیں۔ اور ہمارا خدا بھی اپنا سب کچھ ہمیں دے چکا ہے۔ ہمارے اموال اب سانجھے ہو چکے ہیں۔ جو کچھ ہمارا ہے وہ خدا کا ہو چکا ہے۔ لیکن جو کچھ خدا کا ہے وہ بھی ہمارا ہو چکا ہے۔ اور جس قوم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قوت اور اس کے غلبہ کی تقدیر شامل ہو جائے اسے دنیا میں کون شکست دے سکتا ہے۔ اس لئے اس یقین کامل کے ساتھ وہ قوم زندہ رہتی ہے۔ اور یہ یقین ہمیشہ سچا نکلتا ہے۔ آدمؑ سے لیکر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے تک۔ اور پھر اس زمانے میں اپنی تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں۔ کس دن خدا نے اپنے ان کمزور بندوں کو اکیلا چھوڑا ہے۔ کس دن خدا نے اجازت دی ہے کہ دنیا والے ان نہتے درویشان الٰہی کو شکست دیں۔ نہ پہلے کبھی ایسا ہوا، نہ آئندہ کبھی ایسا ہوگا۔

اس لئے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ

اللہ کی نصرت

اب بھی ضرور آئے گی۔ آپ دعاؤں سے کام لیں۔ ہمارے ہتھیار دعائیں ہیں۔ ہمارے تمام اسباب کا شہتیر دعائیں ہیں۔ اسباب کے بالے دعاؤں کے شہتیر پر ٹکے ہوئے ہیں۔ اگر آپ دعاؤں سے غفلت نہیں کریں گے، اگر آپ کا توکل کامل ہوگا تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمیشہ آپ کا ساتھ دے گی۔ یہ ایک اٹل تقدیر ہے جو لازماً آپ کے لئے ظاہر ہوگی۔ اور پہلے بھی ہمیشہ ظاہر ہوتی رہی ہے۔ خدا ایک ایسا وفادار دوست ہے کہ دنیا میں اس جیسی وفادار ہستی کبھی کسی نے نہیں دیکھی۔ وہ ایک ایسا طاقتور دوست ہے کہ اس کے مقابل پر دنیا کی ساری طاقتیں ہیچ ہو جایا کرتی ہیں۔ اور جس طرح سیلاب کے مقابل پر تنکے بہہ جاتے ہیں اسی طرح دنیا کی طاقتیں خدا کی طاقت کے مقابل پر بہہ جایا کرتی ہیں۔ اور کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔ کبھی وہ خاک بن کر اڑ جاتی ہیں، کبھی وہ اپنی ہی آگ میں بھسم ہو جایا کرتی ہیں۔ خدا کی ایک تقدیر میں ہزار تقدیریں ہیں جو اپنا کام کر دکھاتی ہیں۔ اس لئے آپ ثابت قدم رہیں۔ آپ اپنے توکل کے مقام سے نہ ہٹیں۔ آپ اپنی دعاؤں میں انتہاء کر دیں۔ پھر دیکھیں کہ کس طرح میرے مولیٰ کی نصرت آپ کی مدد کے لئے دوڑی چلی آئے گی۔ چند دن صبر کر کے دیکھیں۔ آپ لازماً یہ نظارہ دیکھیں گے کہ یہ جو آفات و مصائب کے بادل ہیں، جو خون برسانے کی دھمکیاں دے رہے ہیں انہی میں سے آپ کے لئے قطرات محبت ٹپکیں گے۔ ان جان لیوا وادیوں میں جان فدا کرنے والے دوست پیدا ہوں گے۔ احمدیت کے غلبے کی تقدیر ایک اٹل تقدیر ہے۔ اس نے جاری و ساری رہنا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو اس تقدیر کو بدل سکے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(منقول از الفضل ۷ جون ۱۹۸۳ء)

کلکتہ کے ایک احمدی دوست کو میری ٹوریس آنر ایوارڈ

جماعت احمدیہ کلکتہ کے ایک مخلص احمدی مکرم شرافت احمد خان صاحب ابن مکرم خان بہادر صاحب خان صاحب مرحوم کو جو امریکن قونصلیٹ جنرل کلکتہ میں پراپرٹی سپروائزر کے عہدے پر فائز ہیں ان کی حسن کارکردگی۔ دیانتداری اور بے لوث خدمات کے صلہ میں دہلی امریکن ایمبیسی کی طرف سے MERITORIOUS HONOR AWARD دیئے جانے کا اعلان کرتے ہوئے موصوف کو مبلغ ۲۳۰۰/- روپے انعام بھی دیا گیا ہے۔ ایوارڈ میں موصوف کی غیر معمولی نمایاں خدمات کے ساتھ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ مکرم خان صاحب کو جب بھی کوئی کام سپرد کیا جاتا ہے تو موصوف اس کے بدلے میں کوئی مالی منفعت مدنظر نہیں رکھتے بلکہ بے لوث کام کرتے ہیں۔

مکرم شرافت احمد خان صاحب کو جو رقم انعام میں ملی ہے موصوف وہ تمام رقم یعنی مبلغ دو ہزار روپے مساجد فنڈ میں اور مبلغ تین صد روپے درویش فنڈ میں ادا کر کے جملہ احباب جماعت اور درویشان کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں مزید کامیابیوں سے نوازے اور اس ایوارڈ کو ان کی روحانی و جسمانی ترقیات کا موجب بنائے۔ نیز انہیں اور ان کے بچوں کو خادم دین بنائے۔ آمین۔

خاکسار:۔ سلطان احمد ظفر مبلغ انچارج کلکتہ

رمضان کا پیغام (بقیہ صفحہ اول سے)

اپنی جان تک قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ اگر اسلام کی زندگی ہماری موت کا تقاضا کرتی ہے تو اے خدا! ہم حاضر ہیں۔

حضور نے فرمایا لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ جو قوم خدا کی خاطر مرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے اس کو خدا تعالیٰ زندہ رکھتا ہے۔ ہماری حالت تو یہ ہے کہ ؎

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

حضور نے فرمایا ایسے لوگوں کا انتہا خود محافظ ہو جاتا ہے۔ اور دشمن کا کوئی وار ان تک نہیں پہنچ سکتا جب تک پہلے وہ وار اللہ پر نہ پڑے۔ اور اللہ تعالیٰ پر کوئی وار نہیں کر سکتا۔ حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔

(منقول از الفضل ربوہ مورخہ ۱۹ جون ۱۹۸۳ء)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کی بچی عزیزہ امۃ الوحید سلمہا اہلیہ عزیز مولوی محمد ایوب صاحب مالاباری کو بتاریخ ۱۷؍۵؍۸۳ پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔ پیدائش سے تین ماہ قبل سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نرینہ اولاد کے لئے دعا کرتے ہوئے پیدا ہونے والے بچے کا نام "محمد خالد" تجویز فرمایا تھا۔ اس اعتبار سے نومولود حضور پُرنور کی قبولیت دعا کا زندہ نشان ہے قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح اور خادم دین بنائے اور والدین اور اقرباء کے لئے قرۃ العین ثابت ہو۔ آمین۔ خاکسار نے اس خوشی میں بطور شکرانہ مختلف مدات میں بیس روپے ادا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

خاکسار:۔ محمد عمر مبلغ انچارج مدراس

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَ النَّاصِر
کراچی میں معیاری سونا کے معیاری زیورات خریدنے اور بنوانے کے لئے تشریف لائیں!!
الرؤف جیولرز
۱۶- خورشید کلاتھ مارکیٹ، حیدری، شمالی ناظم آباد کراچی
فون نمبر:۔ ۶۱۷۰۶۹

یادِ رفتگاں

محترم حکیم میر غلام محمد صاحب مرحوم آف یاری پورہ (کشمیر)

ازمکرم عبدالسلام صاحب ٹاک صدر جماعت احمدیہ سرینگر (کشمیر)

حکیم میر غلام محمد صاحب مرحوم یاری پورہ (کشمیر) میں جنوری ۱۹۱۰ء کو پیدا ہوئے تھے آپ کے والد محترم میر عبدالعزیز صاحب ایک نہایت ہی نیک۔ مخلص اور سلسلہ کے فدائی احمدی تھے۔ اس طرح مرحوم حکیم صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ اپنی ابتدائی تعلیم یاری پورہ کے سرکاری پرائمری سکول میں حاصل کی اور پرائیویٹ طور پر مزید تعلیم حاصل کی گو کسی ادارے سے ڈگری یافتہ نہ تھے لیکن اردو اور انگریزی میں کافی مہارت حاصل تھی سلسلے کی کتب انہوں نے حضرت مولوی حکیم نظام الدین صاحب رضی اللہ عنہ سے پڑھی تھیں اور اُن کا گہرا مطالعہ تھا طب میں بھی دسترس حاصل تھی اور اسی سلسلے میں لاہور سے ممتاز الاطباء کی سند بھی حاصل کی تھی کافی عرصہ تک حکمت بھی کرتے رہے۔ زمینداری سے بھی آپ کو خاص شغف تھا۔ چنانچہ وفات سے ایک ماہ قبل تک بھی اپنی زمین اور باغ میں بڑی محنت سے کام کرتے رہے۔

مرحوم حکیم صاحب سلسلہ کے فدائی اور مرکز کے احکامات کی سختی سے پابندی کرنے والے تھے۔ مرکز کا حکم اور سلسلہ کے قواعد اُن کے لئے حرف آخر ہوا کرتے تھے اور اس بارے میں کسی کی رُو رعایت نہیں کرتے تھے ۱۹۲۷ء سے ۱۹۸۲ء تک مختلف جماعتی عہدوں پر کام کرتے رہے جس کی ابتداء چنگی فنڈ کے محاصل سے ہوئی اور جماعت کے پریذیڈنٹ پر منتج ہوئی۔ اس دوران ایک عرصہ تک کشمیر کے صوبائی امیر بھی رہے۔ ان عہدوں میں اتنی لگن اور خلوص سے کام کیا جو جماعت کے ریکارڈ میں ہمیشہ ایک سنہری باب رہے گا۔

حکیم صاحب مرحوم سخت محنت کے عادی تھے اور کسی بھی کام میں عار نہیں کرتے تھے۔ ضبط۔ تنظیم۔ تبلیغ اور دینی غیرت اُن کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔ دینی بات بغیر کسی لگی لپٹی کے پہنچا دیتے تھے۔ جماعت یاری پورہ کے صدر ہونے کے باوجود عملاً سیکرٹری مال کا کام بھی سرانجام دیتے تھے۔ اس ضمن میں اُن کا کام کم از کم ریاست جموں کشمیر میں فقید المثال ہے۔ یہ اُن کی انتھک محنت اور خلوص کا نتیجہ ہے کہ اس وقت اگرچہ وادی میں یاری پورہ سے کئی گنا بڑی جماعتیں ہیں چندوں کی ادائیگی اور موصیان کی تعداد میں کوئی بھی جماعت، یاری پورہ کی جماعت کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور یہ سب اُن کی دعاؤں اور محنت کا نتیجہ ہے۔ چندہ جات کی وصولی کا کام اپنے آخری دم تک کرتے رہے اس بارے میں کسی دوسرے کی مداخلت پسند نہیں کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو ریکارڈ یعنی روزنامچہ اور کھاتے کو میں نے اتنی خوبصورتی سے MainTain کیا ہے اُسے دوسرے کے ہاتھ میں دے کر خراب کراؤں یہ نہیں ہو سکتا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کا ریکارڈ واقعی قابلِ تقلید ہے۔

سلسلہ کے کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ مرکز سے تشریف لانے والے ہر چھوٹے بڑے کی انتہائی عزت کرتے تھے اور اُن کے ساتھ رہتے تھے تقسیمِ ملک سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ اور مرحوم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب موگا اپنی کار پر یاری پورہ تشریف لائے۔ برسات کا موسم تھا بارشیں ہوئیں اور پہاڑی ندی نالے چڑھ آئے جس کی وجہ سے یہ واپس نہ جا سکے۔ ان کی کار کے ٹینک میں LEAK تھا نتیجۃً سارا پٹرول ضائع ہو گیا۔ نزدیک ترین جگہ جہاں سے پٹرول دستیاب ہو سکتا تھا کوئی آٹھ میل کے فاصلہ پر تھی۔ حکیم صاحب بڑی ہی قوتِ ارادی کے مالک تھے۔ کنستر ساتھ لیا اور گھٹنوں گھٹنوں پانی میں چل کر قصبہ بجباڑہ سے پٹرول لائے اور اس طرح شاہ صاحب وہاں سے جا سکے۔

مرکزِ سلسلہ کو بھی مرحوم میر صاحب پر مکمل بھروسہ اور اعتماد تھا اور اس اعتماد کی انہوں نے مرتے دم تک حفاظت کی اُن کی عمر کے پچپن سالہ دور میں جبکہ وہ جماعت کے مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ دینی کاموں میں ہمیشہ بہ طیب خاطر حصہ لیتے رہے سلسلہ کا کوئی کام جس میں اعلیٰ کارکردگی اور اعتماد کی ضرورت ہوتی تھی۔ ہمیشہ مرحوم میر صاحب کے سپرد ہوتا تھا اور میر صاحب ہمیشہ بالکل غیر جانبداری سے تقویٰ کو مدِ نظر رکھ کر اس کام کو انجام دیتے تھے! اس کی ایک ادنیٰ مثال کشمیر کی دو بڑی جماعتوں کے مابین تنازعہ کی تھی جس نے کافی خطرناک صورت اختیار کر لی تھی مرکزی قضاء بورڈ کے ممبر کی حیثیت سے اس جھگڑے کو نمٹانے کا کام میر صاحب کو سونپ دیا گیا۔ چنانچہ انہوں نے کامل فراست سے اس پیچیدہ جھگڑے کا ایسا تصفیہ کرا دیا کہ دونوں فریق مطمئن ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جب پہلی بار کشمیر تشریف لائے تو یاری پورہ کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔ حضورؓ کے ساتھ اس وقت مولانا قمر الدین صاحب (اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے) بھی ساتھ تھے چنانچہ حضورؓ کے ارشاد پر مولانا موصوف کچھ عرصہ یاری پورہ میں قیام پذیر رہے مرحوم میر صاحب اُن کے ساتھ ساتھ رہے اور جب مولانا صاحبؓ نے اپنے آبائی گاؤں جانے کی خواہش ظاہر کی تو حکیم صاحب مولوی صاحب موصوف کے ساتھ پہاڑی اور دشوار گزار راستوں کے باوجود رضاکارانہ طور پر اُن کے ساتھ گئے۔

جماعت یاری پورہ کے ساتھ مخالفین کے اکثر مباحثے و مناظرات ہوتے رہتے تھے میر صاحب ان سب میں پیش پیش رہا کرتے تھے بلکہ اکثر جماعتِ احمدیہ کے علماء میں ان کو بھی ایسے مناظرات پر شامل کیا جاتا۔

یاری پورہ سے اننت ناگ تک کا فاصلہ قریباً دس میل ہے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب محترم میر صاحب مرحوم یاری پورہ سے اننت ناگ ڈاک لے جایا کرتے تھے۔ میر صاحب نے کھنہ بل میں ایک دکاندار سے اپنا مال تولنے کے لئے بٹے عاریتاً لئے کچھ دیر کے بعد دکاندار کو پتہ لگا کہ یہ احمدی ہیں چنانچہ اس دکاندار نے میر صاحب سے یہ بٹے دھلوائے۔ لیکن اس کے باوجود میر صاحب نے انہیں تبلیغ کی اور نہایت نرمی اور اخلاق سے اُن تک پیغامِ حق پہنچایا۔

میر صاحب مرحوم نے اپنی جوانی کا ابتدائی زمانہ ایسے جلیل القدر صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت اور خدمت میں گزارا جن پر رشک آتا ہے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ دوسری بار یاری پورہ تشریف لائے تو میر صاحب استقبالیہ انتظامات میں پیش پیش تھے۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی خان صاحبؓ۔ حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری حضرت صوفی غلام محمد صاحب مبلغ ماریشس رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحبت کی چھاپ میر صاحب کے کردار پر نہایت نمایاں تھی۔ چنانچہ اکثر واقعات کا جو ان بزرگانِ کرام کی صحبت میں گزرے تھے ذکر کیا کرتے تھے۔

آپ غیرتِ دینی کا مجسمہ تھے۔ اپریل ۱۹۷۹ء میں جب پوری وادی میں مسٹر بھٹو کی پھانسی پر احمدیوں کے گھر جلائے گئے اُن کو لوٹا گیا اور شہید کر دیا گیا۔ یاری پورہ میں بھی جلوسوں کی آمد آمد تھی احمدیوں کے ساتھ یہاں کی مسجد احمدیہ جو برلب شاہراہ عام ہے کو بھی خطرہ تھا۔ چند غیر از جماعت ہمدرد دوستوں نے مشورہ دیا کہ اس مسجد سے "مسجد احمدیہ" کا بورڈ فی الحال ہٹا دیا جائے تو مرحوم میر صاحب نے اس تجویز کو رد کر دیا اور اپنے گھر میں تمام بچوں اور دوسرے ممبرانِ خاندان کو کہا کہ ہم سب مسجد پر رہیں گے اور اس کی حفاظت کریں گے۔ ہماری لاشوں پر سے گزر کر ہی کوئی ہماری مسجد کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو میر صاحب کی شاید یہی ادا پسند آئی کہ نہ تو یاری پورہ کے احمدیوں کو ہی کوئی گزند پہنچی اور نہ ہی مسجد احمدیہ کی طرف کسی نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا۔

۱۹۸۲ء کے جلسہ سالانہ سے دو ہفتے پہلے کمزوری بڑھ گئی جلسہ سالانہ پر جانا چاہتے تھے تقدیرِ الٰہی کا کسے پتہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اقرباء نے اُن کی کمزوری دیکھ کر فیصلہ کیا کہ جلسہ سالانہ پر اُن کا جانا مناسب نہیں۔ لیکن میر صاحب سخت مصر رہے کہ انہیں قادیان پہنچایا جائے یاری پورہ سے جب باقی دوست جلسہ سالانہ کے لئے چلے گئے تو ان کا اضطراب

اور بھی بڑھ گیا اور ہر لحہ زبان پر یہی ذکر رہنے لگا کہ کب قادیان لے جا رہے ہو۔ خاکسار جب جلسہ سالانہ پر جانے سے پہلے اُن سے رخصت حاصل کرنے اور اُن کی عیادت کے لیے حاضرِ خدمت ہُوا تو کہنے لگے کہ میری بڑی خواہش ہے کہ قادیان جاؤں۔ اچھا اگر میرا عمل ایسا ہوگا تو پہنچ جاؤں گا۔ ۲۰ر دسمبر کو اپنے چھوٹے بھائی مکرم میر عبد المجید صاحب کو بُلایا اور کہا کہ مجھے قادیان لے جاؤ۔ اخراجات کی فکر نہ کرو۔ یہ روپے میں نے اس غرض کے لئے رکھے ہیں اور ایک معقول رقم اُن کے حوالے کر دی اور ساتھ ہی تفصیل بھی بتا دی کہ اس میں اخراجات کے علاوہ حصہ جائیداد کی کتنی رقم ہے۔

بالآخر ان کا آخری وقت آگیا چنانچہ دوسرے دن یعنی ۲۱ر دسمبر کی صبح آٹھ بجے کریا نو بجے صبح آپ نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تابوت کے لئے میٹریل پہلے سے تیار تھا دن کے ڈیڑھ بجے مسجد احمدیہ یاری پورہ کے وسیع و عریض صحن میں یاری پورہ اور اردگرد کی جماعتوں کے کثیر تعداد میں احمدیوں نے نمازِ جنازہ پڑھی۔ صحن مسجد میں غیر از جماعت دوستوں کی ایک بھاری تعداد بھی تھی۔ یہیں سے تابوت کو ایک سپیشل بس میں رکھ کر دو بجے عازم قادیان ہوئے رات ساڑھے دس بجے جموں سے بذریعہ ٹیکسی جنازہ روانہ ہو کر دوسری تاریخ یعنی ۲۲ر دسمبر کو ساڑھے تین بجے قادیان وارد ہوئے۔ خاکسار مسجد مبارک میں باجماعت نمازِ تہجد کے بعد بیٹھا تھا کہ عزیز برادرم عبد المجید صاحب نے آکر اطلاع دی کہ میر صاحب فوت ہو گئے ہیں اور میت یہاں آگئی ہے۔ صبح دفاتر کھلنے پر وصیت کے حسابات مکمل کرا دیئے گئے۔ مجلس کارپرداز کا اجلاس ہوا۔ اور نمازِ ظہر میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے چند توصیفی کلمات کے بعد فرمایا کہ میر صاحب کی نمازِ جنازہ شام پانچ بجے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں ہوگی۔ چنانچہ منارۃ المسیح کے لاؤڈ سپیکر سے دو بار نمازِ جنازہ کے وقت کا اعلان ہوا۔ پانچ بجے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ازراہ شفقت جنازہ پڑھایا اور کندھا دیا۔ جنازہ میں احمدیوں کی کافی تعداد جن میں کثیر تعداد میں غیر ملکی مہمانانِ کرام بھی تھے شامل تھی اور بہشتی مقبرہ کے پُرنور ماحول میں آخرکار وہ روح آسودہ ہوئی جس کی یہ زبردست خواہش تھی کہ ایسا ہو۔ تدفین کے بعد حضرت میاں صاحب نے ہی دعا کرائی۔

اس سلسلے میں تائیدِ الٰہی کے ایک نشان کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی خواہش کو پورا کرنے میں خارقِ عادت حالات پیدا کرتا ہے جس دن میر صاحب کی میت قادیان لائی گئی ان دنوں کشمیر کا موسم اس قدر ناسازگار تھا کہ یکطرفہ ٹریفک ہونے کے باوجود سرینگر جموں قومی شاہراہ اکثر بند ہو جایا کرتی تھی اور سرینگر سے جموں پہنچنے میں بارہ چودہ گھنٹوں سے کم وقت نہ لگتا تھا۔ چنانچہ بسوں کے جس قافلے کے ساتھ یہ خاکسار سرینگر سے صبح نو بجے چلا تھا اس قافلے کی کچھ بسیں جن میں ہماری بس بھی شامل تھی رات ساڑھے بارہ بجے جموں پہنچیں اور کچھ اسی دن جموں نہ پہنچ سکیں بلکہ راستہ میں ہی رُک گئیں۔ لیکن میر صاحب کا تابوت صرف پندرہ گھنٹے میں ہی قادیان اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ گیا۔ راستے کی تمام رُکاوٹیں اللہ تعالیٰ نے دُور فرما دیں جیسے کوئی VIP سفر کر رہا ہو اور یہ حضرت مولوی نورالدین صاحب بھونی رضی اللہ عنہ کے بعد پہلا واقعہ ہے کہ کشمیر سے کسی موصی کی میت قادیان لا کر بہشتی مقبرہ میں اس کی تدفین ہوئی ہو۔

مرحوم میر صاحب کی شادی اپنے ہی خاندان کی ایک نہایت ہی نیک اور صالحہ خاتون محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی تھی ان کی وفات میر صاحب کی حین حیات میں ہی ہوئی تھی۔ مرحومہ چونکہ موصیہ تھیں اس لئے ان کا یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ میں موجود ہے ان کی وفات کے بعد میر صاحب نے نکاح ثانی نہیں کیا۔ بلکہ نہایت صبر اور شکر سے اپنی چار بیٹیوں کی پرورش کی اور انہیں تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا چنانچہ چاروں بیٹیوں نے وصیت کی ہوئی ہے۔ ان کے علاوہ میر صاحب نے چھ نواسے اور دو نواسیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔

قارئین کرام سے مرحوم میر صاحب کی بلندیٔ درجات نیز پسماندگان کو صحیح رنگ میں حقیقی اسلام اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

درخواستِ دُعا۔ مکرم مولوی عبد اللطیف صاحب ملکانہ مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان مسلسل ایک ماہ سے شدید ہائی بلڈ پریشر اور مختلف دیگر عوارض میں مبتلا رہنے کی وجہ سے پریشان ہیں۔ موصوف کی کامل صحت و شفایابی کے لئے قارئین سے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

مرکزی مساجد میں اعتکاف بیٹھنے والے احباب و مستورات

سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے دوران درج ذیل خوش نصیب احباب و مستورات کو مرکزی مساجد میں اعتکاف بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام افراد کی عبادات اور دعاؤں کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اپنے فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنائے آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

معتکفین مسجد مبارک

۱. مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب قادیان امیر المعتکفین	۷. مکرم احمد یداللہ بھنو صاحب ماریشس
۲. " چوہدری سعید احمد صاحب نائب "	۸. " طاہر احمد صاحب گجراتی قادیان
۳. " حاجی عبد القیوم صاحب لکھنؤ	۹. " ملک منیر احمد صاحب قادیان
۴. " محمد مختار حسین صاحب قادیان	۱۰. " منیر احمد صاحب انور "
۵. " مولوی عطاء اللہ خان صاحب "	۱۱. " شکیل احمد صاحب حیدرآباد
۶. " مولوی عبد الحی صاحب فضلی "	۱۲. " انیس احمد صاحب اسلم دہلی

معتکفین مسجد اقصیٰ

۱. مکرم مولوی منظور احمد صاحب قادیان امیر المعتکفین	۶. مکرم چوہدری بارک علی صاحب قادیان
۲. " چوہدری سکندر خان صاحب نائب "	۷. " مولوی بشیر احمد صاحب بانگروی "
۳. " ڈاکٹر کریم احمد صاحب فریدی علیگڑھ	۸. " چوہدری حمید احمد صاحب ناصر "
۴. " فضل الرحمٰن صاحب قادیان	۹. " محمد احسن صاحب قادیان
۵. " چوہدری محمد شریف صاحب گجراتی قادیان	۱۰. " حبیب [illegible] صاحب [illegible] (کشمیر)

معتکفات مسجد اقصیٰ

۱. محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ قادیان	۱۱. محترمہ نصیرہ ساجدہ بیگم صاحبہ قادیان
۲. " [illegible] خاتون صاحبہ قادیان امیر المعتکفات	۱۲. " محمدی بیگم صاحبہ قادیان
۳. " امۃ الرحمٰن صاحبہ قادیان نائب "	۱۳. " سعیدہ بیگم صاحبہ قادیان
۴. " خورشید بیگم صاحبہ رسولپورہ	۱۴. " خدیجہ بیگم صاحبہ قادیان
۵. " سلیمہ اختر صاحبہ قادیان	۱۵. " رشیدہ بیگم صاحبہ "
۶. " حسنیٰ بیگم صاحبہ قادیان	۱۶. " روحی اختر صاحبہ "
۷. " بشیر بیگم صاحبہ قادیان	۱۷. " فرزانہ یاسمین صاحبہ "
۸. " امۃ الحفیظ سلطانہ صاحبہ قادیان	۱۸. " زرینہ پروین صاحبہ "
۹. " شہناز بیگم صاحبہ قادیان	۱۹. " امۃ اللطیف صاحبہ "
۱۰. " مریم صدیقہ صاحبہ قادیان	۲۰. " حلیمہ بیگم صاحبہ "

دُعائے مغفرت

افسوس! محترم صدیق امیر علی صاحب آف [illegible] (کیرالہ) ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی اہلیہ محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ مختصر سی علالت کے بعد مورخہ ۱۶/۶/۸۲ بروز جمعرات وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نہایت تقویٰ شعار، پرہیزگار، احمدیت سے گہرا لگاؤ رکھنے والی صوم و صلوٰۃ کی پابند اور بہت ہی دعاگو بزرگ خاتون تھیں۔ موصیہ ہونے کی وجہ سے ابتداء سے ہی نہ صرف شریعت کے مطابق حصہ آمد ادا کرتی رہیں بلکہ ہر مالی تحریک پر اپنی استطاعت سے بڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مہمان نوازی اور ملنساری کے اوصافِ حمیدہ سے متصف تھیں آپ کے گھر کا ماحول بہت ہی پاکیزہ اور پُرسکون تھا۔ انہوں نے اپنے بچوں کی تربیت بہت ہی عمدہ طریق پر کی تھی۔ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

انگریزی سے ترجمہ

کیا مسیح صلیب پر فوت ہوئے تھے؟

کیا سرینگر کشمیر ان کی آخری آرامگاہ ہے؟

تحریر: ـــــــ ہارلڈ بلڈرنی (ہندوستان میں مقیم انگلین جرنلسٹ)

ترجمہ: ـــــــ مکرم رفیق احمد صاحب ناصر قادیان

عیسائیت کا ایک نیا باب۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ یسوع مسیح کو ہمارا آقا تسلیم کیا جاتا ہے اس مسیح کو جو پیلاطوس کی زیر نگرانی تکالیف برداشت کرتے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا اور مر گیا اور پھر دفنایا گیا اور مُردوں میں شامل ہو گیا اور تیسرے دن دوبارہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن جو کچھ ہوا کیا یہ سب حقیقت پر مبنی تھا؟

سرینگر (کشمیر) میں ایک مقبرہ ہے جو اپنے اندر غیر معمولی راز چھپائے ہوئے ہے....

یہ ایک طویل کہانی ہے جو ۲۹ویں سال کے نسام NISAM مہینہ میں موسم بہار کے چودھویں روز مورخہ ۱۷ اپریل بروز جمعہ یروشلم سے شروع ہوتی ہے۔

سپاہیو! جاؤ اور مقام صلیب کو تیار کرو۔

یہ [illegible] کے مطابق کا واقعہ تھا جب گلیلی کے گورنر پیلاطوس نے اپنا آخری فیصلہ۔ یسوع مسیح جس کو ہانوتزری (HANOTZ RI) یعنی ناصرہ کا رہنے والا کہتے تھے صلیب پر چڑھائے جانے کا مجرم گردانا گیا۔

پھر آہستہ آہستہ انتونیا کے اونچے مقام سے یروشلم کی تنگ گلیوں سے ہوتی ہوئی روانہ ہوئی ۶۰ آدمیوں کی ایک بٹالین تین ملزموں کو ساتھ لئے ہوئے تھی۔ یہ تین ملزم یسوع اور دو عادی مجرم تھے۔ افریم گیٹ کے باہر ملزموں نے اپنے کندھوں پر صلیبی ستون جن کو عارضی طور پر باندھ دیا جاتا تھا اٹھائے اور گلگوتھا نامی جگہ پر مصلوب ہونے کے لئے پہنچ گئے۔

یہودیوں میں ایک رسم تھی کہ ملزموں کو صلیب سے قبل نشہ آور مشروب پلاتے تھے جو افیم سے نکالی جاتی تھی اس دوا کا یہ اثر ہوتا تھا کہ وہ نروس سسٹم میں سستی پیدا کر دیتی تھی اور مجرم کے دماغ میں اندھیرا ہو جاتا تھا اور اس کو دردناک موت کی لمبی تکلیف سے کچھ نجات حاصل ہو جاتی تھی لیکن جب یسوع گلگوتھا نامی جگہ پہنچا تو اس نے یہ نشہ آور مشروب پینے سے انکار کر دیا وہ صلیب کی تکلیف برداشت کرنا چاہتا تھا۔ صلیب کی موت کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے بھوک پیاس، غنودگی کی شدت زخموں کی وجہ سے بخار اور تشنج کی شدید تکالیف اور ناقابل بیان تکلیف وہ انجام کے تصور سے ہی آپ خود اس کی شدت کا اندازہ کر سکتے ہیں اور اس پر صلیب کا یہ ظالمانہ فعل تین سے چار روز تک لگاتار برداشت کرنا پڑتا تھا (تاوقتیکہ ملزم کی موت ہو جائے) ماضی میں ایسے بہت سے کیس ہوئے تھے کہ ملزموں کو صلیب پر لٹکانے کے بعد وقت مقررہ پر جب اُن کو صلیب سے اُتارا گیا تو وہ زندہ تھے۔ اُن میں سب سے زیادہ مشہور کیس وہ ہے جو جوزف فلیوشس کے ذریعہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب اس نے بادشاہ طیطوس کے سامنے درخواست کی کہ اُس کے تین دوستوں کی سزائے موت روک دی جائے (ہوا یہ کہ جوزف فلیوشس کے کچھ دوستوں کو کسی وجہ سے بادشاہ طیطوس نے سزائے موت کا حکم دے دیا۔ صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد جوزف نے بادشاہ کے قدموں میں گر کر گزارش کی کہ اُن کو جو صلیب کے ذریعہ سے سزائے موت دی جا رہی ہے روک دی جائے درانحالیکہ ان کو صلیب پر چڑھا دیا گیا تھا) اور تینوں کو صلیب سے اُتار لیا گیا جبکہ وہ ایک دن صلیب پر لٹکے رہے تھے اُن میں سے ایک کو صلیب سے اُتارنے کے بعد جب اس کا مقوی غذاؤں اور ادویات سے علاج کیا گیا تو وہ اس کے بعد کافی عرصہ تک زندہ رہا اور اس نے اُن کا شکریہ ادا کیا۔

وہ خاص ڈرامہ (مصنف نے یہاں واقعہ صلیب کو ڈرامہ سے تشبیہ دی ہے) جو کہ یروشلم میں دن کے نو بجے یا دوپہر کے تین گھنٹے کے بعد ہوا۔ یوحنا کی انجیل کے مطابق یسوع تین گھنٹے تک اور مرقس کے بیان کے مطابق چھ گھنٹے صلیب پر لٹکا رہا تھا (لیکن) دوسرا بیان زیادہ موزوں اور مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ واقعہ صلیب صبح نو بجے شروع ہوا جو بہت جلدی تھا۔

یسوع چلا کر کہتا ہے کہ "میں پیاسا ہوں" اور پیاس ہمیشہ اس تکلیف کے ساتھ ہوتی ہے۔ جب بہت زیادہ خون بہہ جائے تب سپاہی اسپنج کو نشہ آور مشروب میں بھگو کر Hyssop کی ایک چھوٹی سی شاخ کے ذریعہ سے یسوع کو دیتے ہیں تب اس کی آخری پکار یہ تھی کہ

"It is finished"

یہ ختم ہو گیا۔

یسوع کا سر سامنے کی طرف اس کے سینے پر ڈھلک گیا اور وہ بیہوش ہو گیا۔ اس موقعہ پر ہر شخص خبردار ہو گیا۔ متادول کی تقدیر اس کے برخلاف ہے۔ بقول Mandrake کا یہ یقین ہے کہ یسوع نے کے پودے سے نکلے ہوئے مشروب کو پینے کے بعد آخری مرتبہ سانس لیا تھا۔ متی مرقس اور یوحنا ان دو ذیل واقعات کے درمیان تطبیق پیدا کرتے ہیں۔

Renan جو ایک مشہور کتاب Life of Jesus کا مصنف ہے لکھتا ہے کہ مشرق میں عام طور سے یہ غلط تصور پایا جاتا ہے کہ مصلوب شخص کو مشروب دینے سے اس کی موت جلدی واقع ہو جاتی ہے اس کے برخلاف ادویات اس کی واضح موت کا موجب ہوتی ہے۔

کیسے ممکن ہے کہ یسوع صلیب پر صرف تین گھنٹے لٹکے رہنے سے فوت ہو گیا؟ دوپہر ڈھلتی گئی اور سبت شروع ہونے کو تھا جو یہودیوں کے لئے نسام کا دن تھا سورج غروب ہونے کے بعد شروع ہونے والا یہ سبت Passarah اور Pesach (ایک یہودی تہوار ہے) کے مطابق تھا اور یہ ایک ایسی تہواری دعوت تھی جو اسرائیل کی پیدائش پر منائی جاتی تھی۔

یہودیوں نے گورنر پیلاطوس سے ملزموں کو صلیب دیئے جانے کی درخواست کی تاکہ اُن کو موت کے گھاٹ اُتارا جا سکے اور سورج غروب ہونے سے پہلے قانون کی آڑ کی تدفین کا کام مکمل ہو جاتے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مجرم جو ابھی زندہ تھے اور اُن کی ہڈیاں کسی وزنی چیز یا ہتھوڑے سے توڑی جاتی تھیں۔ ہڈیوں کا توڑا جانا مجرم کو فائدہ پہنچاتا تھا کیونکہ صلیب پر لٹک کر سسک سسک کر مرنے کی بجائے ہڈیاں توڑے جانے سے فوری موت واقع ہو جاتی تھی۔ یسوع کے ساتھ دو اور مجرم صلیب دیئے گئے تھے وہ بھی اس وقت تک زندہ تھے تب اُن کی ہڈیوں کو توڑا گیا۔ لیکن یسوع اس سلوک سے بچ گیا کیونکہ انہوں نے یقین کر لیا تھا کہ وہ مر چکا ہے اس لئے برچھی کا ایک وار کر کے ہی وہ مطمئن ہو گئے تھے۔

یسوع مسیح کا اپنے سینے پر سر جھکائے ہوئے صلیب پر لٹکنا بظاہر زندگی کے آثار پر مبنی نہیں تھا اور یہ صرف ایک بیہوشی کی کیفیت بھی ہو سکتی تھی۔ سپاہیوں نے اپنے معمول کے خلاف جو وہ دیگر ملزموں کے ساتھ کرتے تھے (یعنی ہڈیاں توڑنا) کو چھوڑ کر مسیح کی موت کی تصدیق کے لئے ایک برچھی اُن کے جسم میں چبھوئی اور یوحنا کے بیان کے مطابق

Came there out blood and water

خون اور پانی باہر نکل آیا اور اسی تفصیل میں دو ہزار سال سے بحث و مباحثہ جاری ہے۔ چرچ کے پرانے پادریوں نے دہریہ اور ناستک فرقوں کا فوری طور پر مقابلہ کیا۔ کیونکہ ایک زخم جو میت پر لگا اس میں کثرت سے خون اور پانی نہیں نکلتا ہے سوائے چند ایک جمے ہوئے خون کے قطرات کے اسی واسطے انہوں (دہریہ فرقوں) نے صلیب پر مسیح کی موت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

اس موقعہ پر ارمتیا کا یوسف کلواری میں آیا اور فوری طور پر مسیح کے جسم کو مانگنے کے لئے پیلاطوس کے پاس چلا گیا سورج غروب ہو رہا تھا اور کلواری پر بہت مصروفیات تھیں۔ مسیح کا ایک پوشیدہ شاگرد نقودیمس اور Synedrion کا ممبر جس کا پیشہ "حکمت" تھا یوسف کی مدد کے لئے آیا جب یوسف پیلاطوس اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ لوٹ رہا تھا تو اس نے اس کو ٹاور آف انٹونیا اور الیفریم گیٹ کے پاس

روکا تا کہ وہ مسیح کے جسم کو لپیٹنے کے لئے ایک بڑا کفن خرید لے۔ نیقودیمس پہلے سے تیار شدہ پروگرام کے مطابق ۱۰۰ لیٹر یعنی ۳۲ کلو اور ۔۔۔ گرام طبی ادویات لے کر گلگتا پہنچا اور انہوں نے مسیح کے جسم کو صلیب پر سے اُتارا اور بہت دھیان سے اس کے ہاتھوں اور پاؤں سے کیلیں نکالیں اور جسم کو نیچے زمین پر رکھا۔ بہت زیادہ گہرے زخموں کی فوری طور پر مرہم پٹی کر دی گئی۔ اس موقعہ پر ایک چیز کا تذکرہ کرنا سُود مند ہے کہ سارے مشرق میں ایک مشہور مرہم "مرہم عیسیٰ" کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اس دوائی کے خواص اور نسخہ جات قدیم طبی کتب میں پائے جاتے ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دوائی مسیح کے زخموں پر صلیب سے اُتارے جانے کے بعد لگائی گئی تھی۔ مقام صلیب کے قریب ہی یُوسف ارمیتیائی کا ایک باغ تھا جہاں پتھر میں کھود کر ایک نئی قبر بنائی گئی تھی۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں یُوسف اور نقودیمس نے مسیح کے جسم کو خاص مرہم مل کر کفنایا۔ یہ جمعہ کا روز تھا۔ سُورج غروب ہو رہا تھا اور Pereach کا خاص سبت طلوع ہو رہا تھا۔

غیر مصدقہ اطلاع کے مطابق سینکڑوں سالوں تک چرچ۔ ٹیورن کے کفن کو مقدس سمجھ کر یہ تسلیم کرتا آیا ہے کہ قبر میں رکھے جانے سے قبل مسیح کا جسم اس میں لپیٹا گیا تھا۔ اگر کسی روز یہ ثابت ہو جائے کہ یہ کفن تصدیق شدہ کفن مسیح ہے تو بہت سے ایسے ثبوت ظاہر ہونگے جن سے یہ ثابت ہوگا کہ مسیح ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ کفن پر واضح نشانات اس بات کی بیّن دلیل ہیں کہ مسیح کے جسم کو میّت کا آخری غسل نہیں دیا گیا تھا ظاہری طور پر کثرت سے خون کا اخراج جو مسیح کے جسم نکل کر کفن کے کپڑے کا جزو لاینفک بن چکا تھا دوبارہ مسیح کی صلیب پر موت کی تردید کرتا ہے۔

مسیح ناصری کی موت کے بعد دوبارہ جی اُٹھنے پر اعتقاد رکھنے والا یا اعتقاد نہ رکھنے والا کوئی بھی ایسا سنجیدہ محقق نہیں ہوگا جو اس پر غور نہ کرتا ہو۔ اناجیل کے ساتھ ہی رسُولوں کے خطوط جن میں سے بعض شکوک و شبہات والے تھے ان میں پیٹرس کے ایک خط جو بہت دلچسپی سے معمور ہے کے زیر باب میں مسیح کے قبر سے نکلنے کا بیان تفصیل کے ساتھ ان الفاظ میں تحریر کیا گیا ہے کہ "انہوں نے تین آدمیوں کو قبر سے باہر جاتے ہوئے دیکھا۔ اُن میں سے دو آدمی تیسرے کی خدمت کر رہے تھے"۔ اس اقتباس سے اس چیز کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ جس شخص کی وہ خدمت کر رہے تھے ہو سکتا ہے کہ وہ زخمی ہو۔

اس کے علاوہ دیگر اناجیل کے اس (حقّہ کتب) کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کوئی زخمی آدمی تھا جس کا علاج کیا جا رہا تھا قبر سے ٹھیک ہونے کے کچھ گھنٹوں بعد تک یسُوع ایک بُستانی کے لباس میں رہا۔ بعد دوپہر اُس نے اپنے اندر چلنے پھرنے کی قدرت پائی اور پھر وہ ایک گاؤں اماؤس میں گیا اس کے بعد وہ گلیل جیسے دُور دراز سفر کو طے کرنے کے قابل ہو سکا۔

اس کے بعد ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اپنے جسم کو چھُونے کی اجازت دی۔ واقعہ صلیب کے معاً بعد اُس نے مریم مگدلینی کو تو اپنے زخموں کو چھُونے کی اجازت نہیں دی۔ لیکن آٹھ دنوں کے بعد جب زخم مندمل ہونے لگے تو پھر اُس نے توما حواری کو اپنے زخموں کو چھُونے کی اجازت دی۔

لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یسُوع صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے تو کیا ہُوا تھا؟

اُس منصوبہ کے فوراً بعد جس نے اس کی موت کو اس سے دُور کر دیا تھا یسُوع مسیح بھیس بدل کر پوشیدہ طور پر رہا۔ حتیٰ کہ مریم مگدلینی جب کچھ دیر بعد قبر پر آئی تو وہ بھی اس کو پہچان نہ سکی اور شاگرد جو اس کو اماؤس کے راستے پر جاتے ہوئے ملے وہ بھی اس کو مسافر ہی سمجھے (لوقا ۲۴-۱۳) لیکن یہ پوشیدگی بہت عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتی تھی بالآخر یسُوع نے ہمیشہ کے لئے فلسطین کو چھوڑنے کا ارادہ کیا۔

حضرت ابوہریرہ سے "کنز العمال" میں ایک حدیث مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یسُوع مسیح کو یروشلم سے نکل جانے کی ہدایت فرمائی تا کہ وہ دوبارہ نہ پکڑے جائیں اور تکلیف میں مبتلا کئے جائیں۔ ابن جریر میں اس کو اور وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ "یسُوع مسیح اور اُن کی والدہ مریم فلسطین کو چھوڑ کر ایک دُور دراز مقام کو چلے گئے اور وہ ایک جگہ سے دُوسری جگہ منتقل ہوتے رہے اسی طرح ایک مشہور کتاب "روضۃ الصفا" کے دو مختلف ابواب میں مسیح کے یروشلم سے نقل مکانی کر کے نصیبین یا نصیبیا کی طرف ہجرت کرنے اور مشرق کی طرف سفر اختیار کرنے کا تذکرہ موجود ہے۔ آخر کار قدیم مؤرخ فقیر محمد نے سارے واقعات کو بعد از غور و فکر قلمبند کر کے یُوں لکھا ہے کہ: "یسُوع مسیح نے اپنی والدہ مریم کے ساتھ ایک لمبا سفر اختیار کیا۔ دوران سفر وہ سفید کپڑے اور پگڑی پہنے ہوتے تھے اور اپنے ہاتھ میں ایک عصا لئے ہوئے وہ پیدل ہی سفر کرتے تھے"۔

اُنہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح نے نصیبین کے بادشاہ کی طرف ایک تبلیغی سفر اختیار کیا لیکن اگر یہ صحیح تسلیم کیا جائے تو حالات اُس کے خلاف جاتے ہیں کیونکہ نصیبین کا بادشاہ دھوکے باز تھا اور کچھ لوگ مسیح کو مارنے کے لئے کوشاں تھے اور اُس پر وہاں سے بھاگنے کے لئے بھی دباؤ ڈالا جاتا تھا اور اس طرح یسُوع ایک بار پھر صفحہ تاریخ سے رُوپوش ہو گیا۔

اس کے بعد کتب اور رسم و رواج YUZ ASAF کا پتہ بتاتے ہیں ہمیں مسیح کی ایران میں آمد کا پتہ ملتا ہے۔ جہاں مقامی حالات بتاتے ہیں کہ یُوز آصف اس ملک میں مغرب سے آیا اور تبلیغ کی اور بہتوں نے اس کو قبول کیا۔ افغانستان میں غزنی اور جلال آباد دو ایسے مقام ہیں جو یُوز آسف کے نام سے موسوم ہیں کیونکہ تاریخ بتاتی ہے کہ مسیح ان مقامات پر رونق افروز ہوئے یہاں پر وہ تبلیغ کرتے تھے۔

اس کے بعد مسیح ایسے ملک میں داخل ہوتے ہیں جس کو موجودہ دور میں پاکستان کہا جاتا ہے اس کا قیام ایک بہت اہم اور تاریخی مقام پر ہُوا۔ اس تاریخی ثبوت کے لئے ایک مرتبہ پھر ہم تاریخ کے ایک لمبے سفر پر چلتے ہیں Acta Thomae ایک ایسی کتاب ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش بھی موجود ہے یہ سیریا میں شاید ایڈیسہ میں سنہ ۱۸۰ء اور سنہ ۲۳۰ء کے درمیان لکھی گئی اس کا مصنف بارڈیسنس Bardisanes یا اس کا کوئی شاگرد تھا The Act of Judas وہ Juda Thomas میں Thomas یا تُوما حواری کے مشن کے بارہ میں جو انہوں نے ہندوستان میں وسیع پیمانے پر کیا بیان کرتے ہوئے ایک بادشاہ گنڈافارس Gunda Pharas کا تذکرہ ملتا ہے جہاں سے توما حواری نے احکام حاصل کئے

۱۹ویں صدی میں دوران کھدائی راجہ گنڈافارس کے زمانے کے قدیم سکے ملے ہیں Acta Thomas شکریہ کے مستحق ہیں کہ اُن کے ذریعہ قدیم بادشاہ کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جانے سے بچا رہا کامیاب۔ ماہرین آثار قدیمہ کی کوششوں اور جدید دریافت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ راجہ گنڈافارس سنہ ۱۹ء میں انڈو پارتھیہ کی گدی پر بیٹھا تھا۔ ان دریافتوں کے بعد موجودہ زمانہ کے چرچ کے پادری اسی کی Acta of Judas Thomas سخت نکتہ چینی نہیں کر سکتے ہیں اور cardinal Tinerant نے بذات خود ان تاریخی حقائق کو تسلیم کیا ہے (The clergy Monthly NO 10 - 1952)

اس کتاب کے پہلے باب میں لکھا ہے کہ مذہبی مبلغ Juda Thomas کا یہ پہلا فرض ہے کہ جب اس کے مالک نے اُس کو Habban کے بازار میں بیچ دیا تا کہ وہ ہندوستان میں مذہبی تبلیغ اور انقلاب کے لئے جائے اور اس میں یہ واضح رنگ میں لکھا ہے کہ:-

(۱) یسوع یروشلم میں واقعہ صلیب کے بعد زندہ تھا اور ذاتی طور پر مذہبی منادوں کو تبلیغی ممالک کی طرف جانے کے لئے ہدایت دیتا تھا (۲) یسُوع اور تھوما حواری سندارک (Sundaruk) نامی ایک شاہی محلات پر جس کو مؤرخین جن میں پروفیسر جارل کارپینٹر بھی شامل ہیں ایسا مقام بتاتے ہیں کہ یہ جگہ موجودہ زمانے میں دریائے سندھ کے ڈیلٹے میں "کراچی" کے قریب واقع ہے۔

لیکن آئیے ہم مسیح کی ہندوستان کی طرف آمد پر غور کرتے ہیں۔ راولپنڈی کی طرف شمال سے ۴۶ کلو میٹر دُور ایک چھوٹا سا قصبہ "مری" MORREE نام کا ہے جو انگریزی کے لفظ MARY سے ماخوذ ہے اور یہی حقیقت ہے۔

MARY یعنی والدہ مسیح مریم جو مسیح کے ساتھ اُن کے مشرق کی جانب کے دُور دراز تھکا دینے والے سفر کی ہمراہی تھیں اس مقام پر آ کر فوت ہو گئیں اور اسی گاؤں میں دفن کی گئیں اس کے بعد اس گاؤں کا نام مری پڑ گیا موجودہ زمانے میں اس چھوٹے سے خوشگوار قصبے کے جانب مغرب آہنی ٹیلی ویژن کے ستُونوں کی بُنیادوں میں جہاں فوٹوگرافی کرنا ممنوع ہے۔ بمرور زمانہ سیاہ ہو چکی ایک قبر ہے جو جدید مذہبی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ قبر قدیم یہودی رسم و رواج کے مطابق مشرق و مغرب جانب بنی ہوئی ہے مری کے ساکنین اب بھی اس کو "مائی مری دا ستھان" کہہ کر پکارتے ہیں یعنی خاتون مریم کی آرامگاہ۔

مری سے چند کلو میٹر دُور جہاں پر کوّے اُڑتے ہوئے نظر آتے تھے ایک کھلی وسیع وادی ہے جس کو YUS MARG یا YUSU MARG (یعنی یسُوع کا راستہ) کہتے ہیں جہاں سے یسُوع مسیح کشمیر میں داخل ہوئے تھے دریائے جہلم کو پار

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

سپین میں تبلیغی بابرکت وقفِ عارضی (بقیہ صفحہ اوّل)

جنرل فرانکو کے ساتھ ملاقات کا وقت انہوں نے مقرر کرایا تھا گو بعد میں پروگرام ملتوی کر دیا تھا۔ جس کی انہوں نے بعد میں حضور اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں وہی معذرت پیش کر دی تھی۔

جب ہم آثارِ قدیمہ دیکھنے گئے تو ایک صاحب ملے اگرچہ وہ Hooza کے رہنے والے ہیں مگر بقول اُن کے وہ اسلامی عمارت سے ایک قسم کا لگاؤ محسوس کرتے ہیں کبھی کبھی اس مقام کی زیارت کو آجاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اسلام سے بھی لگاؤ محسوس ہوتا ہے۔ انہیں تبلیغ کی گئی اور ٹریکٹ وغیرہ دئے اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے آمین۔ اس شہر کے مسلمان کو دور نے عیسائیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا

ALHAMA DE GRANADA

میں تبلیغ احمدیت ـــ الحام عربی نام ہے یہاں گرم پانی کا فوارہ ۲۴ گھنٹے چلتا ہے جو وجع المفاصل کی بیماریوں کو شفا دینے میں مشہور ہے۔ غرناطہ فتح کرنے سے پہلے ان اردگرد کے قصبات میں مسلمانوں کے ساتھ سخت مقابلہ تھا اس قصبہ کو بھی عیسائی مشکل سے فتح کر سکے لیکن جب فصیل کے اندر داخل ہو گئے تو عام قتل و غارت ہوئی INQUISICION پہلی اسی شہر میں کیا گیا۔ وہاں بطور یادگار ایک بورڈ بھی لگا رکھا ہے مسلمان جو پناہ لینے کے لئے مسجد وں میں گھس گئے اُن کو مسجدوں سمیت زندہ آگ میں جلا دیا گیا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اس قوم کو احمدیت میں داخل فرمادے تو یہ بہترین انتقام ہوگا۔ اس شہر کے میئر صاحب سے ملاقات ہوئی جن کا نام Sr Recoaldo ہے۔ بڑی مروت سے پیش آئے۔ قہوہ سے تواضع کی عوام نے بھی دلی خوشی سے ہماری تبلیغ کو سنا لٹریچر مطالعہ کے لئے دیا گیا اس شہر کے ایک پادری صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جنہیں سلسلہ کا لٹریچر پیش کیا گیا الحمدللہ ان قصبات اور دیہات میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ لوگ پہلے سے ہی احمدیت کا پیغام سننے کے منتظر ہیں راستہ میں ایک اور بستی LANCHA دکشتی) میں تبلیغ کا موقع ملا۔ مکرم ہبۃ النور صاحب نے غرناطہ کے صوبہ کے نقشہ میں ایک گاؤں جس کا نام ZAFARAYA ہے دیکھا اور کہنے لگے کہ اس گاؤں کا نام آپ کے نام پر

ہے اس لئے وہاں بھی جا کر ضرور تبلیغ کرنا چاہئیے۔ اگرچہ رات ہو چکی تھی اور ہم نے ابھی ۸۰ کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے غرناطہ واپس آنا تھا۔ پھر بھی وہاں پہنچ کر احمدیت کا پیغام لوگوں تک پہنچایا گیا۔ لوگ بہت پیار محبت احترام سے پیش آئے تبلیغ کو توجہ اور محبت سے سنا وہاں کے میئر صاحب نے بھی شوق سے کتب سلسلہ لیں الحمدللہ

مورخہ ۱۹ش ۸۳ ALMINDIN نامی قصبہ کے مینشن میں تبلیغ کی گئی اور ٹریکٹ مطالعہ کے لئے دیئے گئے وقت زیادہ نہ تھا انشاء اللہ آئندہ وقت ہوا تو وہاں کے معزز لوگوں سے فرداً فرداً ملاقات کرنے کا ارادہ ہے

مورخہ ۱۷ش ۸۳ کو MOTRIL گئے جو غرناطہ کے صوبہ میں ۸۰ کلو میٹر کے فاصلہ پر ساحل سمندر سے مشرق کی جانب شہر ہے۔ راستہ میں DURCAL قصبہ میں ایک عیسائی سے تعارف ہے وہاں ٹھہرے۔ دوپہر کا کھانا اُن کے ہاں کھایا فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ایک ورکشاپ میں تبلیغ کی گئی ایک ہزار لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ اس شہر میں قابلِ ذکر بات یہ ہوئی کہ کاروں والے کارکھڑی کر کے خود لٹریچر مانگ مانگ کر لینے لگے الحمدللہ۔ MOTRIL سے آٹھ کلو میٹر کے فاصلہ پر ایک قصبہ "ردی سار" نامی ہے اسی گاؤں کے ایک نوجوان نے جواب بارسلونا میں رہتے ہیں بیعت کی ہوئی ہے۔ گھنے جنگل میں سے گزرتے ہوئے ایک اسلامی طرز کا قصبہ آگیا۔ سنٹر میں لوگ کافی جمع تھے وہاں ٹیپ ریکارڈر پر اذان دی گئی اور باقی تقاریر وغیرہ بھی۔ لوگوں کا ہجوم ہو گیا ایک دوسرے سے آگے بڑھ بڑھ کر اشتہار اور حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی افتتاحی تقریر اور دیگر لٹریچر لینے لگے آنکھوں اور چہروں سے محبت و پیار کی لہریں پھوٹ رہی تھیں۔ ہمارے دلوں سے بھی رقت سے دعائیں نکل رہی تھیں کہ رب کریم اس سارے قصبہ کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دے آمین۔ اس نواحمدی کا نام عطاء الکریم ہے ان کے چچا صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں نے ہماری مشروبات سے تواضع کی اگرچہ ۸۰ کلو میٹر پہاڑی راستہ کا سفر تھا اور رات کا وقت۔ الحمدللہ ہم لوگ خیریت سے غرناطہ واپس آگئے۔

مورخہ ۱۸ش ۸۳ کو لا یونیورسٹی میں جا کر طلبا کو اشتہارات وغیرہ تقسیم کئے۔

یونیورسٹی میں کھلے طور پر تبلیغ کی اجازت ہے۔ الحمدللہ۔ ڈین نے لیکچر کروانے کا وعدہ کیا ہوا ہے اللہ تعالےٰ توفیق بخشے آمین۔

مورخہ ۱۹ش ۸۳ پیدروآباد کے لئے روانہ ہوئے ۵۰ کلو میٹر کے فاصلہ پر ـــ ALCALA REAL ایک شہر ہے سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالےٰ کار میں جاتے ہوئے ایک جگہ اس شہر میں رُکے تھے۔ سامنے مسلمانوں کے زمانہ کا ایک قلعہ تھا حضور اقدس رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میں یہاں آ کر دریافت کروں کہ اگر یہ لوگ یہ قلعہ ہمیں دینے پر آمادہ ہوں تو اس کی مرمت ہم خود کروالیں گے۔ چنانچہ نیز میں خاکسار مع فیملی یہاں پہنچا اور میئر صاحب سے بات کی وہ اس تجویز پر غور کرنے کو تیار تھے ایک گائیڈ ہمارے ساتھ تھا۔ ہم نے اس قلعہ کے فوٹو لئے اور حضور اقدس رحمہ اللہ کی خدمت میں بھجوا دئے۔ اس قصبہ میں ایک رات محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مع بیگم صاحبہ مدظلہما العالی وصاحبزادی امۃ الحئی صاحبہ نیز ڈاکٹر محترم حامد اللہ صاحب نے بچوں کے ساتھ قیام فرمایا تھا۔ لوگوں نے یہاں بھی توجہ کے ساتھ پیغام احمدیت کو سنا اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ راستہ میں ALCAUDETE نامی گاؤں میں بھی تبلیغ کی گئی اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ایک جگہ مع قافلہ چائے نوش فرمائی تھی۔ ان لوگوں کے لئے ہماری تبلیغ نئی بات تھی وہ اس قسم کے مذہبی پروپیگنڈہ کے عادی نہیں گاؤں والے اتنا جانتے ہیں کہ وہ مسلمانوں یا MOROS کی نسل ہیں۔

اس کے بعد قرطبہ پہنچے وہاں عزیز عبدالکریم طاہر صاحب کے ہاں قیام کیا۔ انہوں نے کھانے سے تواضع کی فجزاہ اللہ خیراً۔ شام کو ہم مسجد بشارت پیدروآباد پہنچ گئے الحمدللہ

مورخہ ۲۰ش ۸۳ کی صبح پیدروآباد سے میڈرڈ کے لئے روانہ ہوئے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو قالین ایک ہز ایکسیلنسی پریذیڈنٹ سپین D. FELIPE GONZALEZ کے لئے ہمراہ تھے۔ ان کا سیکرٹری امور مذہبی بطور تحفہ پیش کر نے تھے۔ جمعہ کا دن تھا جمعہ کی ادائیگی میڈرڈ میں ہوئی احباب جماعت کو حضور انور کا پیغام پہنچایا کہ ہر احمدی کے مبلغ بن جانے سے ہی دنیا میں احمدیت کا پیغام پہنچ سکے گا احمدی احباب اپنے ڈچ بھائی ہبۃ النور صاحب سے مل کر بہت خوش ہوئے۔

مورخہ ۲۱ش ۸۳ کو جناب D. Luis Apostua - سابق ڈائریکٹر جنرل اُمور مذہب کو قالین کا تحفہ دینے کے لئے گئے۔ اس وقت وہ میڈرڈ سے باہر گئے ہوئے تھے قالین اُن کو مل چکا تھا۔ وہ ٹیلیفون پر حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

میڈرڈ میں مکرم عبدالحمید ناصر صاحب نواحمدی کے گھر گئے اُن کے بھائیوں اور والدہ صاحبہ کو تبلیغ کی گئی۔ اسی طرح ایک اور نواحمدی ABIBR ناصر الدین سے بھی ملاقات ہوئی شام RETIRO پارک جا کر لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

مورخہ ۲۲ش ۸۳ کو طلیطلہ TOLEDO گئے مسجد میں اذان دی ایک مصری دوست سے ملاقات ہوئی۔ تبلیغ کے بعد لٹریچر مطالعہ کے لئے دیا۔ مسجد میں بے شمار ٹورسٹ آتے ہیں اس روز کرسی تہوار بھی تھا۔ مسجد جاتے ہوئے لوگ بے شمار لٹریچر لے گئے "السوق الکبیر" یعنی شہر کے سنٹر میں ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ اور زبانی ایک ہزار کے قریب لوگوں کو پیغام احمدیت پہنچایا گیا ALMANSA شہر سے آئے ہوئے ایک گروپ نے زیادہ توجہ سے تبلیغ کو سنا ایک نوجوان نے کہا کہ وہ مسلمان ہونا چاہتا ہے ان کو کتب وغیرہ مطالعہ کے لئے دی ہیں۔ ان کا اسلامی نام عبداللہ رکھ دیا ہے۔ انشاء اللہ اُن سے بذریعہ خط و کتابت رابطہ رکھیں گے اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس جگہ جماعت عطا فرمائے۔ یہاں کی مسجد کے چوکیدار اور اُن کے والد حضور اقدس رحمہ اللہ تعالےٰ سے مل چکے ہیں۔ وہ ہمیں وہاں نماز وغیرہ پڑھنے کی اجازت دیتا ہے۔ کوئی روک نہیں۔ اردگرد کے علاقہ میں بھی کافی تبلیغ ہوئی۔

پہلے اس علاقہ میں مسجد کے لئے زمین تلاش کرتے رہے ہیں اللہ تعالےٰ یہاں احمدیت کا بیج لگا دے۔ اس علاقہ میں ابھی تک کوئی اسلامی اثر ہے۔ پہلے ۵۰ سال یہی مسلمانوں کا دارالخلافہ رہا ہے عزیز منصور سلمہ اللہ تعالےٰ کو کالج میں یہ سفر تھا اس کو بھی ہمراہ لے جاتے۔ شام کو میڈرڈ میں ... باغ میں جا کر تبلیغ کی اس پارک کو دیکھنے ... لوگ کافی تعداد میں آتے جاتے ہیں۔

مورخہ ۲۳ش ۸۳ عزیز مکرم ہبۃ النور صاحب ۲۹ش ۸۳ کو واپس ہالینڈ جانا تھا۔ وقت تھوڑا

تھا۔ صدر مملکت کی خدمت میں پیغام بھجوایا گیا کہ اگر وہ اپوائنٹمنٹ دے سکیں تو ہم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قالین کا تحفہ پیش کرنا چاہتے ہیں لیکن اُن کی طرف سے جواب ملا کہ ابھی بادشاہ برازیل سے آ رہے ہیں اُن کے استقبال کے لئے ائیرپورٹ جا رہا ہوں آپ قالین میرے سیکرٹری کے حوالہ کر دیں چنانچہ ہم قالین سیکرٹری صاحب کے پاس چھوڑ آئے۔ سیکرٹری صاحب کو تبلیغ کی اور کتب مطالعہ کے لئے دیں۔ نیز صدر مملکت کے لئے بھی قرآن کریم کا تحفہ اور دیگر کتب پیش کی گئیں۔ انگلش ڈکشن قرآن کریم و فرنچ) کے علاوہ سیکرٹری صاحبان کے لئے بھی کتب کے سیٹ پیش کئے۔ سیکرٹری صاحب نے قرآن کریم حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہیں انگریزی اچھی طرح آتی ہے۔ الغرض اُن کے سٹاف کے لوگوں کو بھی خوب تبلیغ کا موقعہ ملا کثرت سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی افتتاحی تقریر تقسیم کی گئی۔

سیکرٹری صاحب نے قالین برائے پریذیڈنٹ صاحب کا بے حد شکریہ ادا کیا۔ کہنے لگے کہ پریذیڈنٹ صاحب بہت مصروف ہونے کی وجہ سے مسجد بشارت دیکھنے نہیں جا سکے تاہم انہوں نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ کسی وقت ضرور جائیں گے انشاء اللہ۔ شام کو VALENCIA کے لئے روانہ ہوئے اور شام دس بجے کے قریب بخیریت وہاں پہنچ گئے۔

مورخہ ۲۴/۵/۸۳ کو VALENCIA میں تبلیغ کی۔ عزیز عطاء الٰہی منصور کے علاوہ گھانا کے ایک احمدی دوست اسمٰعیل صاحب بھی یہیں رہتے ہیں انہوں نے ایک ہسپانوی خاتون سے شادی کی ہوئی ہے ایک چھوٹی بچی بھی ہے۔ اسمٰعیل صاحب کو ساتھ لے کر یونیورسٹی جا کر ایک ہزار طلباء اور پروفیسروں کو پیغام احمدیت پہنچایا گیا۔ سیکرٹری صاحب یونیورسٹی اور چار پروفیسروں نے توجہ اور دلچسپی سے سوالات کئے جن کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ مسجد بشارت کے فوٹو بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔ طلباء کے ایک گروپ نے خوب سوالات کئے۔ مکرم اسمٰعیل صاحب گھانا بھی جواب دیتے رہے ایک پروفیسر صاحب نے درخواست کی کہ اُن کی کلاس میں لیکچر کا انتظام کیا جائے انشاء اللہ ان سے رابطہ رکھا جائے گا۔

اس علاقہ پر کافی اسلامی اثر ہے قصبات کے نام بنی قاسم۔ بنی فرنج۔ فاطمہ۔ انجا وغیرہ ہیں لوگوں کی توجہ اسلام کی طرف ہو رہی ہے اور حقیقی اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایک ہزار تک فولڈرز وغیرہ تقسیم کئے۔ شام کو سمندر کی سیر کو گئے جو ایک اہم بندرگاہ ہے وہاں بھی ٹریکٹ تقسیم کیا۔ شام کو اسمٰعیل کی فیملی سے ملاقات کے لئے گئے انہوں نے چائے پر مدعو کیا ہوا تھا۔ ان کی فیملی کو تبلیغ کی گئی انشاء اللہ ان کی اہلیہ کی ہمشیرہ اسلام قبول کریں گی۔

مورخہ ۲۵/۵/۸۳ کی صبح کو تیاری کر کے روانہ ہوئے ۵۵ کلومیٹر پر فاطمہ کا شہر ہے وہاں بھی اسلامی آثار پائے جاتے ہیں حسب معمول سنٹر میں تبلیغ کی گئی۔ عزیز عطاء الٰہی منصور کی بطور سرجن اس شہر میں تقرری ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔ اللہ میاں یہاں بھی احمدیت کا بیج لگا دے آمین۔

بعدہٗ MURCIA مرسیا میں تبلیغ کی گئی یہ وہ شہر ہے جہاں اسلام کے ممتاز بزرگ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی پیدا ہوئے تھے۔ وہاں یونیورسٹی میں گئے۔ ایک ہزار طلباء کو ٹریکٹ اور حضور کی افتتاحی تقریر میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں اسلام کا تمدنی نظام تقسیم کیا گیا اسی طرح مسجد بشارت کا فوٹو بھی۔

جب ہم سفر کے لئے روانہ ہونے لگے تو ایک نوجوان JUAN آئے انہوں نے لٹریچر مانگا اور کہا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں مجھے کسی سنٹر کا پتہ دیں جب اُن سے جامعہ احمدیہ کا ذکر کیا تو بہت خوشی کا اظہار کیا۔ یہاں غرناطہ پہنچ کر اُنہیں خط لکھا گیا۔ ان کو بہتیرا لٹریچر دے دیا گیا۔ میڈرڈ سے غرناطہ تک میری اہلیہ محترمہ بھی ہم سفر رہیں عورتوں کو تبلیغ کا موقعہ ملا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور احباب جماعت کی دعاؤں کے طفیل یہ پہلا وقف عارضی ہر لحاظ سے نہایت ہی بابرکت رہا۔ بہت کامیاب اور بے شمار روحوں تک پیغام حق پہنچانے کا موجب ہوا۔ قارئین بدر سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین ثمرات پیدا فرمائے اور لوگ احمدیت میں داخل ہونا شروع ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ اس احمدی بھائی بقیۃ النور صاحب کو بھی اپنے فضلوں سے نوازے اُن کی قربانی قابل رشک ہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ایسے ہی مخلص جوش رکھنے والے نیک واقفین عارضی بھجوائے تا سپین کے لوگ جلد اسلام قبول کر لیں آمین۔

کیا مسیح صلیب پر فوت ہوئے تھے: صدا سے آگے

کریش مقام (یہ نام دراصل عیسیٰ مقام ہے جہاں حضرت عیسیٰ نے کشمیر میں داخل ہونے سے قبل آرام کیا تھا) سے جانب مغرب کشمیر میں داخل ہوئے۔

شیخ السعید الصادق قدیم مؤرخ جو خراسان میں ۹۲۱ھ میں فوت ہوئے انہوں نے ۳۰۰ کے قریب کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے سب سے مشہور کتاب "کمال الدین" ہے جو قدیم عالمی تاریخی اہمیت کی وجہ سے خصوصیت کی حامل ہے اس کتاب میں یسوع کا سفر تبلیغ اور یوز آصف کی موت اور مسیح کی کشمیر میں آمد کا تذکرہ موجود ہے۔ قدیم مؤرخ کہتے ہیں کہ یسوع مسیح یعنی یوز آصف نے لوگوں میں تمثیلات میں تبلیغ کی اور "کمال الدین" کے صفحہ ۳۲۷ میں ایک تمثیل درج ہے جو متی مرقس اور لوقا نے بھی پیش کی ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسیح ناصری اور یوز آصف ایک ہی شخص تھے؟

یہاں دو قدیم کتب موجود ہیں جو اس سوال کا جواب دیتی ہیں۔ پہلے نمبر پر ملا نادری کی تصنیف کردہ فارسی زبان میں تاریخ کشمیر کی کتاب ہے آپ کشمیر کے قدیم مؤرخ تھے اور دوسری کتاب رشی ویاس کے ذریعہ تحریر کردہ سنسکرت زبان میں "بھوشیہ مہا پران" ہے ان دونوں میں سے پہلی کتاب سے یہ ظاہر ہے کہ YUZ ASAF یوز آسف یا YUSU یسوع بنی اسرائیل کا نبی تھا دوسری کتاب جس کا سن تصنیف ۱۱۵ء ہے وہ بھی عیسیٰ مسیح کی آمد کا حوالہ دیتی ہے ان دونوں کتب کے حوالہ سے اور اس قدیم زمانے کے حالات اور واقعات میں تطبیق دینے سے یہ نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے کہ جب مسیح ناصری موجودہ سری نگر میں فوت ہوئے تو اس وقت وہ بیاسی سال کے تھے وہ تمام مغربی ممالک کے سیاح جو گزشتہ صدی میں کشمیر آئے انہوں نے مقامی رسم و رواج پر غور و فکر اور یقین کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مسیح ناصری ان علاقوں میں رہے اور یہیں فوت ہوئے۔

SIR FRACIS نے اپنی کتاب 'Young husband in Kashmir' مطبوعہ لندن ۱۹۰۹ء کے صفحہ ۱۱۲ میں اور کپتان C.M. Enriquez نے اپنی کتاب 'The Realms of Gods' مطبوعہ لندن ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۹۶ میں اور پنڈت جواہر لعل نہرو نے اپنی کتاب Glimpses of the world history میں لکھا ہے کہ "تمام وسطی ایشیا، کشمیر اور لداخ میں ... یہ یقین کامل ہے کہ یسوع یا عیسیٰ نے یہاں کا سفر اختیار کیا۔"

کشمیر کے دارالخلافہ سری نگر میں ہر شخص جا سکتا ہے اور مسیح کے مزار کی زیارت کر سکتا ہے ڈل جھیل کو پس پشت ڈالتے ہوئے جہاں سیاح بافراغت آرام دہ ہاؤس بوٹوں میں بیٹھے ہوتے ہیں بادشاہ برج سے ہوتے ہی قدیم سری نگر پہنچیں جہاں کالی اینٹوں یا لکڑی کی گیلریوں اور بالکونیوں سے مزین متصل مکانات بنے ہوئے ہیں ..... دریائے جہلم کو پیچھے چھوڑتے ہوئے ڈل جھیل کی جانب مغرب مڑتے ہوئے ہر شخص خانیار میں جو سری نگر کا قدیم علاقہ ہے آ سکتا ہے۔ روضہ بل میں لکڑی کی بنی ہوئی ایک جالی دار کھڑکی کے بیچ میں روشنی چھن کر آتی ہے۔ روضہ بل کے اندر لکڑی کی ایک دیوار پر لیس دار کن ریشم کی طرح کام کیا ہوا ہے جہاں چینی صندوقوں کے کھیل کی طرح جالی دار احاطہ میں پتھر کی بنی ہوئی قبر ہے اس کے ساتھ ذرا ہٹ کر پیچھے کی طرف ایک بزرگ سید نصیر الدین کی قبر ہے اور شمال مغربی کنارے کی طرف ایک پتھر پر ننگے پاؤں کے نشان کھدے ہوئے ہیں جن پر واضح رنگ میں صلیب کا نشان ہے اور اس کے قریب ہی ایک بغیر چھت والی قبر ہے جہاں پر مسیح یعنی مغربی لوگوں کے خدا کی ہڈیاں مدفون ہیں۔ (بشکریہ دی انڈیا میگزین جنوری ۱۹۸۳ء صفحہ ۵۸ تا ۵۹)

بقیہ دعائے مغفرت صفحہ ۸

جس کے نتیجہ میں اُن کی اولاد نہایت ہی عمدہ اخلاق کی مالک ہے اپنے سوتیلے بچوں کے ساتھ بھی اپنے صلبی بچوں کی طرح ہی سلوک فرماتی تھیں۔ مکرم مولوی اشرف علی صاحب فاضل و فارغ التحصیل مدرسہ احمدیہ ان کے فرزند اکبر ہیں۔ ان کے علاوہ ایک بیٹا اور تین لڑکیاں ہیں۔

نہایت باغیرت خاتون تھیں چند سال قبل ان کی آبائی مسجد میں کوگرال جماعت کے چند احباب عصر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک سینکڑوں کی تعداد میں غیر احمدی مسلمانوں نے ان پر قاتلانہ حملہ کیا۔ جب مرحومہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو آپ نہایت ایمانی جرأت و جوانمردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مکمل پردے کے ساتھ موقعہ واردات پر پہنچیں اور اس حکمت عملی کا مظاہرہ کیا کہ دشمنوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔

مرحومہ کی جدائی محترم صدیق امیر علی صاحب اور ان کی اولاد کے لئے ناقابل برداشت صدمہ ہے۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور محترم صدیق امیر علی صاحب اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے آمین۔ خاکسار: محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس۔

مدرسہ احمدیہ میں داخلہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی تبلیغی، تعلیمی و تربیتی ضروریات کے لئے قادیان میں مدرسہ احمدیہ کا اجراء فرمایا۔ یہ بابرکت درسگاہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جو قابل قدر اور عظیم الشان خدمات سر انجام دے رہی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے جسے پورا کرنے کے لئے جملہ احباب جماعتہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو خدمت دین کی غرض سے مدرسہ احمدیہ قادیان میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے داخل کروائیں۔

مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ کے ضمن میں مندرجہ ذیل امور خاص طور پر قابل توجہ ہیں:۔

۱ ـــــ امیدوار میٹرک یا کم از کم مڈل پاس ہو۔

۲ ـــــ امیدوار اردو بخوبی پڑھ سکتا ہو۔

۳ ـــــ امیدوار قرآن مجید ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

صدر انجمن احمدیہ نے مدرسہ احمدیہ میں پڑھنے والے طلباء کے لئے کچھ وظائف بجٹ میں رکھے ہیں۔ جو امیدوار کی تعلیمی، دینی، اخلاقی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔

مدرسہ احمدیہ میں پڑھائی انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۴ ر تبوک ۱۳۶۲ ہش (۲۴ ر ستمبر ۱۹۸۳ء) سے شروع ہو جائے گی۔

خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے امیدوار نظارت ہذا سے داخلہ فارم جلد از جلد حاصل کر کے اور پُر کر کے داخلہ فارم پُر کر کے ماہ ظہور ۱۳۶۲ ہش (اگست ۱۹۸۳ء) کے آخری ہفتہ تک نظارت ہذا میں بھجوا دیں تا کہ داخلہ کی منظوری سے متعلق امیدوار کو بروقت اطلاع بھجوائی جا سکے اور پھر وہ امیدوار مدرسہ احمدیہ قادیان میں بروقت حاضر ہو کر پڑھائی شروع کر سکے۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

ضروری اعلان

قبل ازیں نظارت ہذا کی طرف سے ۹ رنومبر ۱۹۸۲ء کو اخبار بدر میں تمام جماعتہائے احمدیہ بھارت کو ہدایت کی گئی تھی کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھارت کی جماعتوں کی صحیح تعداد معلوم کرنے کی خواہش ظاہر فرمائی ہے۔ اس بارہ میں ان جماعتوں کی طرف سے معین تعداد موصول نہیں ہوئی تھی کو [illegible] یاد دہانی بھی کروائی گئی نیز اخبار بدر میں بھی نظارت ہذا نے دو مرتبہ اعلان شائع کروایا لیکن ابھی تک بعض جماعتوں کی طرف سے ان کی معین تعداد موصول نہیں ہوئی ہے۔

لہٰذا اعلان ہذا کے ذریعہ ان جماعتوں کے امراء و صدر صاحبان کو اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے جنہوں نے تاحال اپنی جماعت کی معین تعداد نظارت ہذا کو نہیں بھجوائی ہے وہ جلد از جلد مندرجہ ذیل تفصیل کے ساتھ اپنی جماعت کی صحیح تعداد سے نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

[illegible]	تعداد اطفال	تعداد خدام	تعداد انصار	تعداد ناصرات	تعداد لجنہ	میزان

نام جماعت

دستخط صدر / امیر جماعت احمدیہ

تاریخ

ضروری اعلان

اکثر احباب یہ خواہش رکھتے ہیں کہ مرکز قادیان میں اُن کی طرف سے بیاد [illegible] و دیگر مواقع پر قربانی [illegible] کا انتظام کیا جائے۔ اُن کی اطلاع کے لئے [illegible] گزارش ہے کہ [illegible] کے باعث آج کل ایک بکرے کی قیمت اندازاً [illegible] روپے ہے۔ لہٰذا آئندہ احباب اسی شرح سے رقوم بھجوانے کا انتظام کریں۔

۲۔ بیرونی ممالک سے رہنے والے احباب بھی اسے نوٹ کر لیں اور [illegible] کرنسی کے برابر رقوم بھجوانے کا انتظام کریں۔

مرزا وسیم احمد

امیر جماعت احمدیہ قادیان

اعلانات نکاح

(۱)۔ مکرم [illegible] الرحمٰن خان صاحب صدر جماعت کیرنگ وناظم اعلیٰ مجالس انصار اللہ اڑیسہ نے مورخہ [illegible] کو عزیزہ فریدہ ریحانہ صاحبہ بنت مکرم منور علی صاحب ڈی ایس پی ریٹائرڈ صدر جماعت احمدیہ [illegible] کا نکاح مکرم محمد شبیر علی صاحب ابن مکرم محمد ہاشم صاحب مرحوم ساکن [illegible] کے ساتھ مبلغ دس ہزار پانچ صد روپیہ حق مہر پر پڑھایا۔ اس خوشی میں بطور شکرانہ مختلف مدات کے لئے مبلغ [illegible] روپے ادا کئے گئے ہیں۔ قارئین سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار سیف الرحمٰن خان سیکرٹری تعلیم کیرنگ۔

(۲)۔ مورخہ [illegible] کو بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ کروناگاپلی میں محترم مولوی ابو الوفاء صاحب نے مکرم انور احمد صاحب ابن مکرم مولوی احمد رشید صاحب کا نکاح مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ بنت مکرم [illegible] صاحب [illegible] کروناگاپلی کے ساتھ مبلغ چھ ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ خوشی کے اس موقعہ پر [illegible] صاحب نے بطور شکرانہ مختلف مدات میں بیس روپے ادا کئے ہیں۔ احباب جماعت سے رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست کی ہے۔

خاکسار محمد فاروق مبلغ سلسلہ مقیم کروناگاپلی

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو مورخہ ۱۴ ر ۶ ر ۸۳ کو تیسری بیٹی عطا کی ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی نے نومولودہ کا نام "عاصمہ" تجویز فرمایا ہے۔ احباب سے زچہ بچہ کی صحت و سلامتی اور نومولودہ کے صالحہ اور خادمہ دین ہونے کے لئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسار بشیر احمد خادم قادیان

اعلان برائے لجنہ اماء اللہ بھارت

۳۰ رستمبر کو لجنہ کا سال ختم ہو رہا ہے۔

(۱) تمام لجنہ کا انتخاب قواعد کے مطابق ہو جانا چاہیئے تا کہ یکم اکتوبر سے نئے عہدیداران سنبھال لیں (۲) سالانہ رپورٹ ۱۰ ر ستمبر تک مرکز میں پہنچ جانی چاہیئے کیونکہ سالانہ رپورٹ کی کاپی اکتوبر میں بھیج دی جائے گی۔ (۳) چندہ لجنہ ۳۰ ر ستمبر سے پہلے پہلے مرکز میں پہنچ جائے ورنہ اکتوبر میں آنے والا چندہ اگلے سال میں شمار ہوگا۔ امید ہے کہ ہر جگہ کی لجنہ ستمبر کے بعد جلد سے جلد اپنا چندہ اور رپورٹ بھجوانے کی کوشش کریں گی۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

کیا آپ پسند کریں گے؟

ہم تمام جماعتی جریدہ ہفت روزہ کی مستقل اور تاریخی حیثیت رکھتا ہے اگر آپ کے ذمہ بقایا ہو تو آپ کا سالانہ زر اشتراک واجب الادا ہے [illegible] آپ پسند کریں گے کہ آپ کا نام لسٹ خریداری سے کٹ جائے [illegible] [illegible] محفوظ ہو جائے [illegible] نظر کسی صورت میں [illegible] ہم آپ کا مخلصانہ تعاون حاصل ہو سکے گا۔

مینیجر ہفت روزہ بدر قادیان

دورہ جات نمائندگان مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

جملہ قائدین و عہدیداران مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نمائندگان درج ذیل پروگرام کے مطابق مورخہ ۱۶/۷/۸۳ سے مالی و تربیتی دورہ شروع کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ دورہ مجالس کے چندہ جات کی پڑتال، چندہ مجلس، چندہ اجتماع اور چندہ تعمیر "ایوان خدمت" کے علاوہ تشخیص بجٹ اور انتخاب کی کارروائی بھی عمل میں لائیں گے۔ میں تمام مجالس کے قائدین، خدام اور خدام بھائیوں سے مرکزی نمائندگان کے ساتھ جملہ امور میں کما حقہٗ تعاون کی درخواست کرتا ہوں۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

پروگرام دورہ مکرم مولوی ... اقبال صاحب ناصر

نام مجلس	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام مجلس	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	-	-	۱۶/۷/۸۳	سونگھڑہ	۵/۹/۸۳	۲	۷/۹/۸۳
کٹک	۱۸/۷/۸۳	۵	۲۳/۷/۸۳	کیندرہ پاڑا	۷	۱	۸
کیبلر	۲۳	۱	۲۴	کرڈاپلی	۸	۲	۱۰
ڈانجوپاریہ	۲۴	۱	۲۵	پنکال	۱۰	۲	۱۲
ہدکھہ	۲۵	۱	۲۶	کوٹھیپاڑا	۱۲	۱	۱۳
ہنگاڑہ	۲۶	۱	۲۷	بھونیشور	۱۳	۱	۱۴
کلکتہ	۲۷	۲	۲۹	کیرنگ	۱۴	۳	۱۷
سورو	۳۰	۱	۳۱	کٹک	۱۷	۱	۱۸
بھدرک	۳۱	۲	۲/۸/۸۳	قادیان	۲۱/۸	-	-
کٹک	۲/۸/۸۳	۲	۴				

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر

نام مجلس	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام مجلس	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
بمبئی	۱۶/۷	۲	۱۸	کالیکٹ	۲/۸/۸۳	۳	۵/۸/۸۳
مدراس	۱۹	۳	۲۲	کنڈیاکنور	۵	۱	۶
میلاپالیم	۲۲	۱	۲۳	کالیکٹ	۶	½	۶
ننگرن کوئیل	۲۳	۱	۲۵	کیننور	۶	۲	۸
ستان کولم	۲۵	۱	۲۶	کونڈوٹی	۸	۱	۹
کرونا گاپلی	۲۶	۲	۲۸	پینگاڈی	۹	۲	۱۱
آلیپی	۲۸	۱	۲۹	ہوگرائی منگلور	۱۱	۲	۱۳
آنٹراپورم	۲۹	۱	۳۰	منگلور	۱۴	۲	۱۶
الانادر	۳۰	۲	۱/۸	بنگلور	۱۷	۳	۲۰
شاہ گہاٹ	۱/۸/۸۳	۱	۲	بمبئی	۲۳/۸	-	-

پروگرام دورہ مکرم مولوی عبدالرشید صاحب ضیاء

نام مجلس	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام مجلس	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
شاہجہانپور	۱۶/۷/۸۳	۲	۱۸/۷/۸۳	آرہ	۲/۸/۸۳	۱	۳/۸/۸۳
امروہہ	۱۸	۲	۲۰	مونگھیر	۴	۱	۵
عارف نگر	۲۱	۲	۲۳	خانپور ملکی	۵	۲	۷
سلاندھن	۲۳	۲	۲۵	جلالدی	۷	۱	۸
[illegible]	۲۶	۲	۲۸	بھاگلپور	۸	۲	۱۰
کانپور	۲۸	۲	۳۰	شاہ پورہ	۱۰	۱	۱۱
لکھنؤ	۳۰	۱	۳۱	بکوڑہ	۱۱	۱	۱۲
بنارس	۱/۸/۸۳	۱	۲/۸/۸۳	جمشید پور	۱۳	۲	۱۵

نام مجلس	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام مجلس	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
دہلی پنجابی تھیٹر	۱۵/۸/۸۳	۳	۱۸/۸/۸۳	جماعت ہائے ... ناگپور	۲۰/۸/۸۳	-	-

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد

نام مجلس	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام مجلس	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
جموں	-	-	۱۶/۷/۸۳	اسلام آباد / ریج بہاڑہ	۱/۸/۸۳	۱	۲/۸/۸۳
بدھاڑن	۱۶/۷/۸۳	۱	۱۷	ناصرآباد	۲	۲	۴
چارکوٹ	۱۷	۲	۱۹	شورت	۴	۱	۵
کالابن لہارکہ	۱۹	۱	۲۰	یاڑی پورہ	۵	۲	۷
بلوچ	۲۰	۱	۲۱	آسنور	۷	۲	۹
شیندرہ	۲۱	۱	۲۲	کوریل	۹	۱	۱۰
سنواہ گیر سائیں	۲۲	۲	۲۴	ریشی نگر	۱۰	۲	۱۲
جموں	۲۴	۱	۲۵	ناندرچی	۱۲	۱	۱۳
بھدرواہ	۲۶	۲	۲۸	شوپیاں	۱۳	۲	۱۵
سرینگر	۲۷	۲	۲۹				
اونہ گام نکپورہ	۲۹	۲	۳۱	سرینگر	۱۵	۱	۱۶
ہارہ پادنگام	۳۱	۱	۱/۸/۸۳	جموں	۱۷/۸/۸۳	-	-

تیسری آل مہاراشٹر احمدیہ مسلم کانفرنس

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی منظوری سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ "تیسری آل مہاراشٹر احمدیہ مسلم کانفرنس" مورخہ ۸ و ۹ اخاء / اکتوبر ۱۳۶۲ ہش / ۱۹۸۳ء بروز ہفتہ و اتوار بمبئی میں منعقد ہوگی۔ اس کانفرنس کے انتظامات کے لئے جماعت احمدیہ بمبئی نے مکرم سید شہاب احمد صاحب کو "صدر مجلس استقبالیہ" مقرر کیا ہے۔ جماعت احمدیہ بمبئی احباب کو اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتی ہے۔ نیز دعا کی درخواست کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو تبلیغی نقطۂ نظر سے کامیاب و نتیجہ خیز بنائے۔ آمین

المعلن:- محمد حمید کوثر انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی مہاراشٹر

AHMADIYYA MUSLIM MISSION 17-Y.M.C.A. ROAD

BOMBAY 400008

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا چوتھا سالانہ اجتماع

جملہ انصار بھائیوں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا چوتھا دو روزہ سالانہ اجتماع حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مورخہ ۱۲ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء بروز بدھ و جمعرات منعقد ہوگا۔ تمام مجالس ابھی سے اس روحانی و علمی اجتماع میں شرکت کے لئے پوری تیاری کریں اور کوشش کریں کہ ہر مجلس سے کم از کم دو نمائندگان ضرور شامل ہوں۔

۲- اجتماع کا چندہ بھی ابھی سے تمام انصار بھائیوں سے وصول کر کے جلد زعماء کرام ارسال فرمادیں۔

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر جہت سے کامیاب فرمائے۔ آمین۔

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

درخواستہائے دعا

• مکرم محمد ... صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ... اپنی بیٹی عزیزہ مذکورہ خاتون کے ریڈیک بورڈ کے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے۔

• مکرم سید جاوید انور صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ جمشید پور کے والد محترم ڈاکٹر سید حمید الدین احمد صاحب دل کی تکلیف لاحق ہونے کی وجہ سے ان دنوں ٹاٹا مین ہسپتال میں زیر علاج ہیں اور بیحد کمزور ہو گئے ہیں کامل و عاجل شفایابی کیلئے۔ قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

"اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"

(حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:۔ ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD

PH. 275475
RESI. 273903 } CALCUTTA – 70…

"اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ"

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE: 23-8302

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA – 700072.

ہیئے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں"

(ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

منجانب:۔ تپسیا ربر ورکس

۸۴ تپسیا روڈ کلکتہ ۳۹

"میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا"

(فتح اسلام صد تصنیف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

(پیشکش)

لبرٹی پون مل

نمبر ۵۰-۲-۱۸
فلک نما
حیدرآباد۔ ۵۰۰۲۵۳

"محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش:۔ سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ تپسیا روڈ کلکتہ ۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS

2 – TOPSIA ROAD, CALCUTTA – 39.

"AUTOCENTRE" تار کا پتہ

23-5222
23-1652 } ٹیلیفون نمبرز

آٹو ٹریڈرز

۱۶۔ مینگولین۔ کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

HM ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار HM

برائے:۔ ایمبسڈر • بیڈفورڈ • ٹریکر

SKF بال اور رولر بیئرنگ کے ڈسٹری بیوٹر

ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں!

AUTO TRADERS

16 – MANGOE LANE, CALCUTTA – 700001.

ہر قسم اور ہر ماڈل کے

موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے!

آٹو ونگس

AUTOWINGS,

32, SECOND MAIN ROAD

C. I. T. COLONY,

MADRAS – 600004.

PHONE NO. 76360.

رحیم کاٹیج انڈسٹری

ریگزین۔ فوم۔ چمڑے۔ جینس اور ویلویٹ سے تیار کردہ

بہترین۔ معیاری اور پائیدار

سوٹ کیس۔ بریف کیس۔ سکول بیگ۔

ایئربیگ۔ ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ)

ہینڈ پرس۔ منی پرس۔ پاسپورٹ کور۔

اور بیلٹ کے

مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز

RAHIM

COTTAGE INDUSTRIES

17 – A, RASOOL BUILDING,

MOHAMEDAN CROSS LANE

MADANPURA

P.O. BOX – 4583.

BOMBAY – 400008.

پندرھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے!

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

منجانب:- احمدیہ مسلم مشن - ۲۰۵ نیو پارک سٹریٹ - کلکتہ ۷۰۰۰۱۷ - فون نمبر ۴۴۲۷۱۷

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:-

"اللہ کو سب سے زیادہ خوش کرنے والی چیز مومن بندے کی توبہ ہے۔" (صحیح مسلم)

ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام:-

"خدا تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی ڈھونڈنے والوں کو پسند کرتا ہے۔" (حجۃ اللہ)

پیش کش:-

محمد امان اختر - نیاز سلطانہ پارٹنرز:-

ہلال موٹرز

۲۲ - سیکنڈ مین روڈ

سی آئی ٹی کالونی

مدراس - ۶۰۰۰۰۴

ارشاد نبوی

اَعْطُوا الْاَجِیْرَ اَجْرَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّجِفَّ عَرَقُہٗ

(ابن ماجہ)

ترجمہ:- مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دو۔

محتاج دعا:- یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس

یاری پورہ (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس

انڈسٹریز روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو - ٹی وی اوشا کے پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس!

ABCOY LEATHER ARTS,

34/3 3RD MAIN ROAD.

KASTURBANAGAR, BANGALORE -560026.

MANUFACTURERS OF:-

AMMUNITION BOOTS

&

INDUSTRIAL SAFETY BOOTS.

حیدرآباد میں

فون:- ۲۲۳۰۱

لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابل بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز!

مسعود احمد ریپئرنگ ورکشاپ (آغاپورہ)

۲۸۷-۱-۱۶ سعید آباد حیدرآباد (آندھرا پردیش)

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۱)

فون نمبر ۴۲۹۱۶ —— ٹیلیگرام: سٹاربون

سٹار بون مل اینڈ فرٹیلائزر کمپنی

سپلائرز:- کرشڈ بون - بون میل - بون سینیوس - ہارن ہونس وغیرہ!

(پتہ)

نمبر ۲۴۰/۲/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن - حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

"اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی سے معمور کر دو!"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

NIR ®

CALCUTTA-15

پیش کرتے ہیں:-

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نہر ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!